﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 14 — جمعۃ المبارک یکم/جون 2007ء — شمارہ 22

15/جمادی الاوّل 1428 ہجری قمری ❁ یکم/احسان 1386 ہجری شمسی

سادہ اور بے تکلف زندگی

آنحضرت ﷺ رات کو دیر سے گھر لوٹتے تو کسی کو زحمت دیئے بغیر یا جگائے بغیر خود ہی کھانا لے کر تناول فرمالیتے۔ یا دودھ ہوتا تو خود ہی پی لیتے۔

(صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب اکرام الضیف حدیث نمبر 3831)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

دنیا کے مذاہب پر اگر نظر کی جاوے تو معلوم ہوگا کہ بجز اسلام ہر ایک مذہب اپنے اندر کوئی نہ کوئی غلطی رکھتا ہے۔ اور یہ اس لئے نہیں کہ درحقیقت وہ تمام مذاہب ابتدا سے جھوٹے ہیں بلکہ اس لئے کہ اسلام کے ظہور کے بعد خدا نے ان مذاہب کی تائید چھوڑ دی اور وہ ایسے باغ کی طرح ہو گئے جس کا کوئی باغبان نہیں۔

’’دنیا کے مذاہب پر اگر نظر کی جاوے تو معلوم ہوگا کہ بجز اسلام ہر ایک مذہب اپنے اندر کوئی نہ کوئی غلطی رکھتا ہے۔ اور یہ اس لئے نہیں کہ درحقیقت وہ تمام مذاہب ابتدا سے جھوٹے ہیں بلکہ اس لئے کہ اسلام کے ظہور کے بعد خدا نے ان مذاہب کی تائید چھوڑ دی اور وہ ایسے باغ کی طرح ہوگئے جس کا کوئی باغبان نہیں۔ اور جس کی آبپاشی اور صفائی کیلئے کوئی انتظام نہیں۔ اس لئے رفتہ رفتہ اُن میں خرابیاں پیدا ہوگئیں۔ تمام پھل دار درخت خشک ہوگئے اور اُن کی جگہ کانٹے اور خراب بوٹیاں پھیل گئیں۔ اور روحانیت جو مذہب کی جڑ ہوتی ہے وہ بالکل جاتی رہی اور صرف خشک الفاظ ہاتھ میں رہ گئے۔ مگر خدا نے اسلام کے ساتھ ایسا نہ کیا۔ اور چونکہ وہ چاہتا تھا کہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز رہے اس لئے اُس نے ہر یک صدی پر اس باغ کی نئے سرے آبپاشی کی اور اُس کو خشک ہونے سے بچایا۔ اگرچہ ہر صدی کے سر پر جب کبھی کوئی بندۂ خدا اصلاح کیلئے قائم ہوا جاہل لوگ اُس کا مقابلہ کرتے رہے اور ان کو سخت ناگوار گزرا کہ کسی ایسی غلطی کی اصلاح ہو جو اُن کی رسم اور عادت میں داخل ہو چکی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی سنّت کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ آخری زمانہ میں جو ہدایت اور ضلالت کا آخری جنگ ہے خدا نے چودھویں صدی اور الف آخر کے سر پر مسلمانوں کو غفلت میں پاکر پھر اپنے عہد کو یاد کیا اور دین اسلام کی تجدید فرمائی۔ مگر دوسرے دینوں کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ تجدید کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ سب مذہب مر گئے۔ ان میں روحانیت باقی نہ رہی اور بہت سی غلطیاں اُن میں ایسی جم گئیں کہ جیسے بہت مستعمل کپڑے پر جو کبھی دھویا نہ جائے میل جم جاتی ہے۔ اور ایسے انسانوں نے جن کو روحانیت سے کچھ بہرہ نہ تھا اور جن کے نفسِ امارّہ سفلی زندگی کی آلائشوں سے پاک نہ تھے اپنی نفسانی خواہشوں کے مطابق ان مذاہب کے اندر بے جا دخل دے کر ایسی صورت اُن کی بگاڑ دی کہ اب وہ کچھ اَور ہی چیز ہیں۔

مثلاً عیسائیت کے مذہب کو دیکھو کہ وہ ابتدا میں کیسے پاک اصول پر مبنی تھا۔ اور جس تعلیم کو حضرت مسیح علیہ السلام نے پیش کیا تھا اگرچہ وہ تعلیم قرآنی تعلیم کے مقابل پر ناقص تھی کیونکہ ابھی کامل تعلیم کا وقت نہیں آیا تھا اور کمزور استعدادیں اس لائق بھی نہ تھیں تاہم وہ تعلیم اپنے وقت کے مناسب حال نہایت عمدہ تعلیم تھی۔ وہ اُسی خدا کی طرف رہنمائی کرتی تھی جس کی طرف توریت نے رہنمائی کی۔ لیکن حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد مسیحیوں کا خدا ایک اور خدا ہو گیا جس کا توریت کی تعلیم میں کچھ بھی ذکر نہیں اور نہ بنی اسرائیل کو اس کی کچھ بھی خبر ہے۔ اس نئے خدا پر ایمان لانے سے تمام سِلسلہ توریت کا اُلٹ گیا۔ اور گناہوں سے حقیقی نجات اور پاکیزگی حاصل کرنے کیلئے جو ہدایتیں توریت میں تھیں وہ سب درہم برہم ہوگئیں۔ اور تمام مدار گناہ سے پاک ہونے کا اس اقرار پر آ گیا کہ حضرت مسیح نے دنیا کو نجات دینے کیلئے خود صلیب قبول کی اور وہ خدا ہی تھے۔ اور نہ صرف اسی قدر بلکہ توریت کے اور کئی ابدی احکام توڑ دیئے گئے اور عیسائی مذہب میں ایک ایسی تبدیلی واقع ہوئی کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام خود بھی دوبارہ تشریف لے آویں تو وہ اس مذہب کو شناخت نہ کر سکیں۔ نہایت حیرت کا مقام ہے کہ جن لوگوں کو تورات کی پابندی کی سخت تاکید تھی انہوں نے یک لخت تورات کے احکام کو چھوڑ دیا۔ مثلاً انجیل میں کہیں حکم نہیں کہ تورات میں تو سُور حرام ہے اور میں تم پر حلال کرتا ہوں۔ اور توریت میں تو ختنہ کی تاکید ہے اور میں ختنہ کا حکم منسوخ کرتا ہوں۔ پھر کب جائز تھا کہ جو باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منہ سے نہیں نکلیں وہ مذہب کے اندر داخل کر دی جائیں۔ لیکن چونکہ ضرور تھا کہ خدا ایک عالمگیر مذہب یعنی اسلام دنیا میں قائم کرے اس لئے عیسائیت کا بگڑنا اسلام کے ظہور کے لئے بطور ایک علامت کے تھا۔

یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ اسلام کے ظہور سے پہلے ہندو مذہب بھی بگڑ چکا تھا۔ اور تمام ہندوستان میں عام طور پر بُت پرستی رائج ہو چکی تھی اور اِسی بگاڑ کے یہ آثار باقیہ ہیں کہ وہ خدا جو اپنی صفات کے استعمال میں کسی مادہ کا محتاج نہیں اب آریہ صاحبوں کی نظر میں وہ پیدائشِ مخلوقات میں ضرور مادہ کا محتاج ہے۔ اس فاسد عقیدہ سے ان کو ایک دوسرا فاسد عقیدہ بھی جو شرک سے بھرا ہوا ہے قبول کرنا پڑا۔ یعنی یہ کہ تمام ذرّات عالم اور تمام ارواح قدیم اور اَنادی ہیں۔ مگر افسوس کہ اگر وہ ایک نظر غائر خدا کی صفات پر ڈالتے تو ایسا کبھی نہ کہہ سکتے۔ کیونکہ اگر خدا پیدا کرنے کی صفت میں جو اس کی ذات میں قدیم سے ہے انسان کی طرح کسی مادہ کا محتاج ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ اپنی صفتِ شنوئی اور بینائی وغیرہ میں انسان کی طرح کسی مادہ کا محتاج نہیں۔ انسان بغیر توسط ہوا کے کچھ سن نہیں سکتا اور بغیر توسط روشنی کے کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ پس کیا پرمیشر بھی ایسی کمزوری اپنی اندر رکھتا ہے؟ اور وہ بھی سننے اور دیکھنے کیلئے ہوا اور روشنی کا محتاج ہے؟ پس اگر وہ ہوا اور روشنی کا محتاج نہیں تو یقیناً سمجھو کہ وہ صفت پیدا کرنے میں بھی کسی مادہ کا محتاج نہیں۔ یہ منطق سراسر جھوٹ ہے کہ خدا اپنی صفات کے اظہار میں کسی مادہ کا محتاج ہے۔ انسانی صفات کا خدا پر قیاس کرنا کہ نیستی سے ہستی نہیں ہوسکتی اور انسانی کمزوریوں کو خدا پر جمانا بڑی غلطی ہے۔ انسان کی ہستی محدود اور خدا کی ہستی غیر محدود ہے۔ پس وہ اپنی ہستی کی قوت سے ایک اور ہستی پیدا کر لیتا ہے۔ یہی تو خدائی ہے۔ اور وہ اپنی کسی صفت میں مادہ کا محتاج نہیں ہے ورنہ وہ خدا نہ ہو۔ کیا اس کے کاموں میں کوئی روک ہو سکتی ہے؟ اور اگر مثلاً چاہے کہ ایک دم میں زمین و آسمان پیدا کر دے تو کیا وہ پیدا نہیں کر سکتا؟ ہندوؤں میں جو لوگ علم کے ساتھ روحانیت کا بھی حصہ رکھتے تھے اور نری خشک منطق میں گرفتار نہ تھے کبھی ان کا یہ عقیدہ نہیں ہوا جو آج کل پرمیشر کی نسبت آریہ صاحبان نے پیش کیا ہے۔ یہ سراسر عدم روحانیت کا نتیجہ ہے‘‘۔

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ203-206 مطبوعہ لندن)

اداریہ

یہ بھی تو ہیں نشاں جو نمودار ہو گئے

یہ جمعۃ المبارک کا دن تھا اور رسول خدا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ثانی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں منبر رسول پر متمکن خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے۔ خطبہ کے دوران اچانک آپ نے ایک ایسی بات فرمائی جس کا خطبہ کے موضوع سے کوئی تعلق نہ تھا۔ آپ نے اپنی پُرشوکت اور بلند آواز میں فرمایا: یَا سَارِیَۃُ !اَلْجَبَلَ ،اَلْجَبَلَ ـ مَنِ اسْتَرْعَی الذِّئْبَ ظَلَمَ۔ (یعنی اے ساریہ! پہاڑ کی طرف ہو جاؤ، پہاڑ کی طرف ہو جاؤ۔ جس نے بھیڑیئے کو نگران بنانا چاہا اس نے ظلم کیا)۔ مسجد نبوی میں حاضر تمام افراد جماعت ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہوا ہے؟ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی مسجد میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ضرور اس کے پیچھے کوئی بڑی بات نکلے گی۔ چنانچہ نماز کے بعد آپ خلیفۃ الرسول، امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ آج آپ کے خطبہ کے دوران کیا واقعہ ہوا ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: کیا ہوا ہے؟ حضرت علیؓ نے بتایا کہ اس طرح اچانک آپ نے خطبہ کے دوران یہ جملے کہے کہ "اے ساریہ! پہاڑ کی طرف ہو جاؤ، پہاڑ کی طرف ہو جاؤ ......"۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اچھا! مجھ سے ایسا ہوا ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا کہ ہاں بالکل ایسا ہوا ہے۔ اس پر آپؓ نے فرمایا کہ ہمارے بھائیوں کو مشرکین نے شکست دی اور وہ ان پر غالب آ گئے۔ مَیں نے دیکھا کہ وہ اُس وقت ایک پہاڑ کے پاس سے گزر رہے تھے۔ میرے دل میں آیا کہ اگر اِس وقت یہ پہاڑ کی طرف ہٹ جائیں تو جو دشمن ان کے پاس آئے گا یہ اُسے ہلاک کر سکیں گے اور کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن اگر یہ اس پہاڑ کے پاس سے آگے میدان میں چلے گئے تو یہ مارے جائیں گے۔ اس پر بے اختیار میری زبان سے وہ الفاظ نکلے جن کے بارہ میں آپ کہتے ہیں کہ آپ نے سنے ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اُس وقت حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ مدینہ سے سینکڑوں میل دور مشرکین سے برسرپیکار تھے اور اس مہم میں دشمن ان پر غالب آ رہا تھا اور یہ پسپا ہو رہے تھے۔ یہ وقت مسلمانوں کے لشکر پر بہت بھاری تھا اور وہ سخت مشکل میں گرفتار تھے۔ امیر المومنین کو اپنے ان مجاہد بھائیوں کا ہر دم خیال رہتا تھا اور آپ ان کے لئے ہمہ وقت فکرمند اور دعا گو رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقدیر خاص سے ایسا تصرف کیا کہ خطبہ کے دوران کشفی طور پر آپ کو اس لشکر اسلام کی یہ کیفیت دکھائی۔ اس نظارہ کو دیکھ کر آپ نے بے اختیار لشکر اسلام کے سردار حضرت ساریہؓ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ ساریہ! پہاڑ کی طرف ہو جاؤ، پہاڑ کی طرف ہو جاؤ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ماہ کے بعد جب اس لشکر کی مہمات کی خبر لے کر ایک نمائندہ مدینہ میں پہنچا تو اس نے بتایا کہ فلاں دن، فلاں وقت جب کہ ہم دشمن کے حملوں کی تاب نہ لاتے ہوئے پسپا ہو رہے تھے اور ایک پہاڑ کے پاس سے گزر رہے تھے تو ہم نے ایک آواز سنی جو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز سے مشابہ تھی کہ "یَا سَارِیَۃُ !اَلْجَبَلَ ،اَلْجَبَلَ" اے ساریہ! پہاڑ کی طرف ہو جاؤ، پہاڑ کی طرف ہو جاؤ۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے ہماری پسپائی کو فتح میں بدل دیا۔ یہ دن اور وقت بعینہٖ وہی تھا جب حضرت عمرؓ نے مدینۃ الرسول میں خطبہ کے دوران یَا سَارِیَۃُ !اَلْجَبَلَ اَلْجَبَلَ فرمایا تھا۔

یہ واقعہ تاریخ اسلام کا ایک نہایت ہی اہم اور غیر معمولی واقعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات اور اس کے قادرانہ تصرّفات کا ایک حیرت انگیز نمونہ ہے۔ کہاں مدینہ منورہ کی مسجد نبوی اور کہاں سینکڑوں میل دور دشمن سے برسرپیکار لشکر اسلام۔ کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین کو اپنے خدام کی مشکلات سے ایک کشفی نظارہ کے ذریعہ آگاہی بخشی اور آپ کے دل سے بے اختیار اُن کے لئے جو آواز بلند ہوئی وہ کیسے سینکڑوں مل دور، بغیر کسی ظاہری نظر آنے والے واسطہ کے، اللہ تعالیٰ نے عین اُسی وقت، اُسی لمحہ اُن تک پہنچا دی اور حضرت ساریہؓ اور ان کے سب ساتھیوں نے براہ راست امیر المومنین کی مبارک آواز کو سنا اور فوری طور پر اس ہدایت پر عمل پیرا ہوئے اور اس کے نتیجہ میں ان کو کامیابی و کامرانی نصیب ہوئی اور پسپا ہوتا ہوا لشکر کامیابی سے ہمکنار ہوا۔

یہ واقعہ جہاں الٰہی عجائبات کا ایک غیر معمولی نمونہ ہے وہاں یہ اُس کی طرف سے اپنے مقرر کردہ خلفاء کے حق میں نصرت و تائید کا ایک غیر معمولی نشان بھی ہے۔ اور اِس سے اُس تعلق پر بھی روشنی پڑتی ہے جو خلیفۂ وقت کو اپنی جماعت کے ساتھ اور افراد جماعت کو خلیفۂ وقت کے ساتھ ہوتا ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کو تو اپنے ان مجاہد بھائیوں کا ہمیشہ خیال رہتا ہی تھا اور آپ ہر ممکن تدبیر اور دعا کے ساتھ ان کی مدد پر مستعد رہتے ہی تھے، یقیناً وہ مخلص و وفا شعار خدام بھی اپنے پیارے امام کی دعاؤں پر مکمل اعتماد رکھتے تھے اور ان دعاؤں کے حصول کی شدید تمنا رکھتے تھے۔

ہم احمدی مسلمان جنہیں اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ارشاد کے مطابق خلافت علی منہاج نبوت کی عظیم نعمت حاصل ہے، اپنے مشاہدہ اور تجربہ سے جانتے ہیں کہ جب ہمیں کسی مشکل کا سامنا ہوتا ہے یا کوئی عظیم مہم درپیش ہوتی ہے تو ہم خاص طور پر خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھتے یا پیغام بھجواتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے نتیجہ میں غیر معمولی فضل فرماتا ہے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ آج کل کے وسیع مواصلاتی نظام کے باوجود یہ ممکن نہیں ہوتا کہ فوری طور پر خلیفۃ المسیح تک دعا کی درخواست پہنچا سکیں تو اپنے مولا سے یہ دعا کرتے ہیں کہ خدایا تُو تو ہماری مشکل سے، ہماری تکلیف سے واقف ہے۔ تُو ہمارے محبوب امام اور اپنے مقرر کردہ خلیفہ کو ہماری اس حالت سے آگاہ فرما دے تا کہ اُن کی خاص دعا ہمارے شامل حال ہو کر تیرے فضلوں کو ہمارے حق میں کھینچ لائے۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اِدھر یہ خواہش، یہ تمنا دل میں پیدا ہوتی ہے اور اُدھر خدا کے فرشتے خلیفۂ وقت کی توجہ کو اس طرف پھیر دیتے ہیں اور پھر خدائے تعالیٰ اپنی رحمت سے ان مشکل حالات سے نجات کی راہیں کھول دیتا ہے۔ پھر بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ یہ کشش، یہ خواہش دوطرفہ ہوتی ہے۔ کبھی خدا تعالیٰ کسی کو خواب یا الہام یا کشف یا رؤیا کے ذریعہ خلیفۂ وقت کی منشاء سے آگاہ فرماتا ہے اور کبھی اس شخص کے دل کی کیفیت سے خلیفۂ وقت کو آگاہ فرما کر خاص دعا کی طرف ان کی توجہ کو پھیر دیتا ہے۔ حضرت مولانا ظہور حسین صاحب کو جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے روس میں تبلیغ کے لئے بھجوایا تو آپ کو وہاں پر جاسوسی کے الزام میں قید کر لیا گیا۔ قید کے دوران آپ نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ آپ سے فرماتے ہیں کہ مَیں نے تو آپ کو تبلیغ کے لئے بھیجا تھا۔ چنانچہ آپ نے جیل میں ہی تبلیغ شروع کر دی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی قیدیوں کو اسلام احمدیت کے نور سے روشن کر دیا۔ قید و بند کے اس عرصہ کے دوران آپ کو ایسی سخت اذیتیں دی گئیں جن کی تفصیل پڑھ کر آج بھی انسان کے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ بعض گھڑیاں ایسی بھی آئیں کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ اسی حالت میں جیل کے اندر ہی وفات پا جائیں گے اور باہر کسی کو خبر تک نہ ہو گی۔ ایک ایسی ہی دردناک کیفیت میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ خلیفۂ وقت حضرت مصلح موعودؓ کو آپ کی اس حالت سے مطلع فرما دے۔ اِدھر آپ نے روس کی ایک جیل میں یہ دعا کی، اُدھر خدا کے فرشتوں نے قادیان (انڈیا) میں حضرت مصلح موعودؓ کو آپ کی اس کیفیت سے آگاہ فرما دیا اور آپ نے دعاؤں اور تدابیر کے ساتھ آپ کی رہائی کے لئے کوششیں شروع فرمائیں اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ زندہ سلامت وہاں سے واپس آئے۔ مَیں سوچتا ہوں کہ بعید نہیں کہ جب حضرت ساریہؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشمنان اسلام کے حملوں سے مغلوب ہو کر پسپا ہو رہے تھے تو آپ کے دل میں بھی یہ بیقرار تمنا پیدا ہوئی ہو اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہو کہ وہ امیر المومنین خلیفۂ وقت حضرت عمر فاروقؓ کو لشکر اسلام کی اس کیفیت سے آگاہ فرما دے تا کہ ان کی روحانی توجہ اور دعا سے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور اس مصیبت سے نجات کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ عین ممکن ہے کہ اِدھر آپ کے دل سے یہ خواہش، یہ دعا اٹھی ہو اور اُدھر خدا تعالیٰ نے خلیفہ وقت کو یہ سارا نظارہ کشفاً دکھا دیا۔

تاریخ احمدیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے کئی واقعات سے مزیّن ہے۔ محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور خلافت ثالثہ کے دور میں ہونے والے ایسے ہی ایک نہایت دلچسپ، حیرت انگیز اور اللہ تعالیٰ کے عجیب تصرفات پر مشتمل ذاتی تجربہ کا ذکر کرتے ہیں جب 1968ء میں انہیں پاکستان سے اُس وقت کے مشرقی پاکستان (اب بنگلہ دیش) میں دعوت الی اللہ کے ایک خاص پروگرام کی نگرانی کے لئے مرکز کی طرف سے بھجوایا گیا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ دیناج پور ڈسٹرکٹ میں احمد نگر کے مقام پر ہمارا مرکز تھا اور ہمارے تبلیغی وفود علاقہ میں جاتے تھے۔ اس پروگرام کے دوران "بعض مخالف عناصر بھی میدان میں آ گئے اور فضا میں خاصی کشیدگی پیدا ہو گئی۔ بلکہ ہمارے بعض وفود سے کئی جگہ سختی بھی کی گئی۔ خطرہ ہر لمحہ بڑھتا رہا اور ایک مرحلہ ایسا آیا کہ سوائے دعا کے کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ خاکسار کے لئے وہ وقت نہایت کرب اور دکھ کا تھا کہ اگر کوئی نقصان دِہ صورت پیدا ہو گئی تو اپنے پیارے آقا کو واپس جا کر منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوں گا۔ ایسی کیفیت میں مسلسل دعا کرتے کرتے یہ الفاظ زبان پر آ گئے کہ "اے میرے پروردگار! مرکز سے ہزاروں میل دور اس جنگل میں ہم بالکل بے یار و مددگار ہیں، ہمارے گناہ معاف فرما اور اگر میری دعاؤں میں وہ تاثیر نہیں جو تیرے رحم کو حرکت میں لائے تو پھر اتنا ضرور کر کہ میرے آقا کو میری پریشانی اور میری بے بسی سے باخبر کر تا کہ وہ تیری بارگاہ میں ہمارے لئے دعا کرے کہ آخر اس کی دعائیں منظور کرنے کا تُو نے اس سے وعدہ کر رکھا ہے"۔ محترم مولانا صاحب بیان کرتے ہیں کہ "مَیں اللہ تعالیٰ کی رحیم و کریم ذات کا کس طرح شکر بجا لاؤں کہ میرے الفاظ ابھی اختتام کو نہیں پہنچے تھے کہ میری آنکھوں کے سامنے زمین سے چار پانچ فٹ بلند فضا میں میرے پیارے، میرے محبوب آقا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ کی حسین شکل نہایت پیارے اور مسکراتے ہوئے انداز میں ظاہر ہوئی اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: "کیا ہے! کچھ بھی نہیں ہو گا"۔ اور مجھے ان الفاظ میں تسلی دلا کر آنکھوں سے وہ صورت اوجھل ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی دل کی ساری فکر دور ہو گئی اور ایک گھنٹے کے اندر اندر ایسے سامان اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دئے کہ خوف کو امن میں یکسر بدل دیا اور فی الواقع "کچھ بھی نہ ہوا"۔

(ماہنامہ انصاراللہ ۔مارچ 2007ء صفحہ19-20)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ؎

لوگو! سنو کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں
جس میں ہمیشہ عادت قدرت نما نہیں

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے حق میں زندہ خدا کی قادرانہ تجلّیات کے حسین و دلربا نظارے ہمیں ہر دور خلافت میں ہر طرف بکثرت پھیلے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت کے تازہ بتازہ نشانوں سے تقویت ایمان اور تزکیۂ نفوس کے سامان فرماتا چلا جاتا ہے۔ یہ وہ نعمت ہے جو آج خلافت علی منہاج نبوت کی برکت سے صرف جماعت احمدیہ کے افراد کو حاصل ہے اور ہم اس پر خدا تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔

احباب جماعت کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات سے اس بات کا علم ہے کہ گزشتہ کچھ عرصہ سے سری لنکا میں جماعت کے خلاف مخالفت کی ایک شدید لہر آئی ہوئی ہے۔ ہمارے ایک احمدی کو وہاں شہید بھی کیا گیا۔ 11رمئی 2007ء بروز جمعۃ المبارک پانچ چھ سو شرپسند مُلّاؤں اور ان کے ہمنواؤں نے جمعہ کی نماز سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ قبل مسجد احمدیہ نگمبو پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور مسجد میں موجود ساٹھ کے قریب احمدیوں کو یرغمال بنا لیا۔ شرپسندوں کا ہجوم بہت اشتعال میں تھا اور ان کے ارادے بہت خطرناک تھے۔ وہ ہماری مسجد کے اندر اور اپنی مساجد کے لاؤڈ سپیکرز سے اعلان کر رہے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہم نے بھی مکہ فتح کر لیا ہے اور اب سب مسلمان اس پر قبضہ برقرار رکھیں گے۔ (نعوذ باللہ)۔ اس دوران اگرچہ پولیس وہاں آ گئی لیکن اس نے شرپسند حملہ آوروں سے کوئی تعرض نہیں کیا بلکہ عملاً ان کا ساتھ دیتی رہی۔ یہ صورتحال انتہائی تشویشناک تھی۔ مسجد میں موجود تمام احمدیوں کی جانیں بھی شدید خطرہ میں تھیں۔ تمام افراد جماعت کلیۃً بے بس اور مجبور تھے۔ چاروں طرف سے ہر قسم کی مدد کے راستے مسدود تھے۔ صرف خدائے واحد یگانہ کا سہارا تھا۔ اس ساری

باقی صفحہ نمبر 8پر ملاحظہ فرمائیں

خلافت راشدہ اور اس کا آغاز

{27 ردسمبر 1961ء کو خالد احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے جماعت احمدیہ کے مرکزی سالانہ جلسہ ربوہ میں مندرجہ بالا عنوان پر تقریر فرمائی جو ماہنامہ 'الفرقان' ربوہ جنوری/فروری 1962ء میں شائع ہوئی۔ یہ تقریر احباب کے فائدہ کے لئے درج ذیل ہے}
(مدیر)

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْامِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (سورۃ النور:56)

تیرہ سو برس گزرے جب خدا کے پاکباز پیغمبرؐ نے اُمّت مسلمہ کو خداتعالیٰ کا یہ پیغام سنایا کہ اے اسلام کو قبول کرنے والے لوگو! خدا کا تم سے یہ وعدہ ہے کہ وہ تمہارے درمیان نیک اور پارسا لوگوں کو اپنی ایک عظیم الشان امانت سپرد کرے گا، وہ امانت خلافت کی امانت ہے۔ اس امانت کو اُن ہاتھوں میں سونپا جائے گا، ان دلوں پر وہ نعمت نازل ہوگی جو ایمان سے لبریز اور اعمال صالحہ بجالانے والے ہیں۔ ہمارے نبی ﷺ نے اُمّت مسلمہ کو یہ پیغام دیا کہ خدا کا یہ انعام اور اُس کا یہ فضل تمہارے شامل حال رہے گا۔ آپ کے ذریعہ سے خدائے ربّ العالمین نے اعلان فرمایا کہ اسلام وہ چمن نہیں ہے کہ جس کے ایک باغبان کے جانے کے بعد وہ خزاں رسیدہ ہوجائے بلکہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے گا اور اس کے مقدس پیغمبرؐ کو اللہ تعالیٰ نے دائمی حیات بخشی ہے، اسے خاتم النبیین قرار دیا ہے اس لئے اس کے ذریعہ قائم کردہ باغ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے گا اور خلفاء اس باغ کی آبیاری کریں گے۔

خلافت نبوت کا تتمہ ہے۔ خلافت راشدہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ رشد و ہدایت جو نبی لے کر آتا ہے اس کو پائیدار اور دُوررس بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ کچھ برگزیدہ لوگوں کو منتخب فرماتا ہے اور اُن کی قوت قدسیہ کے ذریعہ ایسے حالات کے باوجود جب دنیا میں مایوسی اور دنیا میں ناامیدی پیدا ہوجاتی ہے اللہ تعالیٰ ایسے سامان فرماتا ہے کہ پھر دین ایک تازہ، سرسبز اور نہایت ہی درخشندہ وجود کی صورت میں دنیا کے سامنے آتا ہے۔

تیرہ سو برس گزرے کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کو قائم کیا۔ مَیں خلافت راشدہ کے مفصّل موضوع کے متعلق لمبی تقریر نہیں کروں گا مَیں نے صرف اس کے آغاز کے متعلق چند باتیں کہنی ہیں۔

مسلمانوں کے دوعظیم فرقوں میں چودہ برس سے اس بارہ میں اختلاف چلا آیا ہے کہ خلافت راشدہ کا کون مصداق ہے اور خلفاء راشدین میں کون کون سے وجود شامل ہیں۔ یہ مسئلہ امّت مسلمہ کے لئے نہایت اہم اور نہایت بنیادی مسئلہ ہے۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آج مسلمانوں میں اتفاق ہوجائے تو ساری امّت مسلمہ کی وحدت ایک چٹان اور ایک مضبوط دیوار کی طرح ہوجاتی ہے اور اگر مسلمان اس مسئلہ کو سمجھ لیں تو یقیناً وہ دنیا کی تمام طاقتوں پر خدا کے فضل کے ساتھ غالب آسکتے ہیں مگر چونکہ دلوں میں شقاق ہے، دلوں میں اتحاد اور وحدت نہیں ہے اس لئے کچھ کمزوری اور تفرقہ نظر آتا ہے۔

چودہ سو برس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس لئے مبعوث فرمایا۔ آپ حَکَم وعدَل ہیں۔ مخالفین اسلام کے اعتراضات کا جواب دینا آپ کی ذمہ داری ہے، آپ نے وہ دیئے۔ دشمنان اسلام کے اعتراضات کا آپؑ نے ردّ کیا۔ اسلام کی خوبیوں اور اس کے فضائل کو دنیا میں واضح طور پر پیش فرمایا۔ ایسے رنگ میں کہ دشمنان اسلام لاچار و بے بس ہوگئے اور اسلام پر حملہ کرنے کی اُن میں کوئی قوت اور طاقت باقی نہ رہی۔

پھر آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ایسی جماعت قائم کردی جو اپنے اندر یقین، عزم اور وثوق رکھتی ہے۔ اور ہر قربانی کے لئے میدان میں آگے بڑھتی ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے کہ اس کے ذریعہ سے پھر اسلام کی شوکت، اسلام کی عزت، اسلام کا غلبہ ساری دنیا پر چھا جائے گا۔ یہ وقت ضرور آئے گا مگر ابھی اس کا ایک بیج ہے، اس کی ایک کونپل نظر آتی ہے۔ وہ وقت عنقریب آنے والا ہے جبکہ یہ پودا ساری دنیا میں چھا جائے گا۔ لیکن ابھی مسلمانوں میں کمزوری ہے۔ مسلمانوں کی کمزوری کے موجبات میں سے ایک سبب مسئلہ خلافت میں غلط فہمی ہے۔ حَکَم وعدَل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر فیصلہ فرمادیا ہے اور اسی فیصلے کو مَیں نے اس وقت چند منٹ کے اندر ذکر کرنا ہے۔

مسئلہ خلافت راشدہ میں حَکَم وعدَل کا فیصلہ

سرّ الخلافہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت سے فیصلہ فرمایا ہے۔ مسئلہ خلافت راشدہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوعظیم فرقوں کے درمیان جو فیصلہ فرمایا وہ حضور کے اپنے الفاظ میں یوں ہے:

''اَظْھَرَ عَلَیَّ رَبِّیْ اَنَّ الصِّدِّیْقَ وَالْفَارُوْقَ وَعُثْمَانَ کَانُوْا مِنْ اَھْلِ الصَّلَاحِ وَالْاِیْمَانِ وَکَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰثَرَھُمُ اللّٰہُ وَخُصُّوْا بِمَوَاھِبِ الرَّحْمٰنِ''۔

کہ خداتعالیٰ نے مجھ پر یہ امر ظاہر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت فاروق عمر خطاب رضی اللہ عنہ، اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ یہ سب اہل صلاح اور اہل ایمان تھے اور یہ وہ لوگ تھے جن کو خداتعالیٰ نے اپنے حضور میں برگزیدہ فرمایا اور اپنے مواہب سے انہیں امتیاز بخشا''۔

پھر اسی سرّ الخلافہ میں حضورؑ نے فرمایا:

''والحقّ اَنَّ الْحَقَّ کَانَ مَعَ الْمُرْتَضٰی وَ مَنْ قَاتَلَہٗ فِی وَقْتِہٖ فَبَغٰی وَطَغٰی وَلٰکِنْ خِلَافَتَہٗ مَا کَانَ مِصْدَاقُ اِلَّا مِنَ الْمُبَشِّرِ بِہٖ مِنَ الرَّحْمٰنِ بَلْ اُوْذِیَ الْمُرْتَضٰی مِنَ الْاَقْرَانِ...... وَکَانَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ جَدِیْدٍ نِزَاعُ قَوْمٍ جَدِیْدٍ وَکَثُرَتْ فِتَنُ الزَّمَنِ وَطَارَتْ طُیُوْرُ الْاَمْنِ وَکَانَتِ الْمَفَاسِدُ ھَائِجَۃً وَالْفِتَنُ مَآئِجَۃً حَتّٰی قُتِلَ الْحُسَیْنُ سَیِّدُ الْمَظْلُوْمِیْنَ''۔ یعنی چوتھے خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے۔ حق یہ ہے کہ حق سچائی اور راستی حضرت امام مرتضیٰ کے ساتھ تھی۔ جب وہ اپنے وقت پر چوتھے خلیفہ ہوئے تو اُن سے جس نے ان کے وقت میں جنگ کی اس نے بغاوت کی اور سرکشی کی۔ لیکن وہ وعدہ جو آیت استخلاف میں امن کے قیام کا ہے وہ موعود وعدہ اس وقت میں پورا نہ ہوسکا بلکہ حضرت امام مرتضیٰ کو اپنے ساتھ کے دشمنوں کی طرف سے اور دوسرے ساتھیوں کی طرف سے سخت اذیّت پہنچائی گئی۔ حضرت امام علی رضی اللہ عنہ کے وقت میں ہر نئے دن میں نیا جھگڑا پیدا ہوجاتا تھا۔ اس زمانہ میں فتنے بڑی کثرت سے پیدا ہوئے اور امن جاتا رہا۔ مفاسد کی انتہا ہوگئی اور فتنوں نے جوش مارا یہاں تک کہ حضرت امام حسینؓ جو سید المظلومین ہیں شہید کردئے گئے۔ (سر الخلافۃ)

حضرت امام حَکَم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیصلہ یہ ہے کہ خلافت راشدہ کے موضوع میں اہل سنت والجماعت کا موقف درست اور حق ہے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ ہیں، خلیفہ راشد ہیں اور ان کی خلافت پر ایمان لانا ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''وانہ کان نسخۃ اجمالیۃ من کتاب النبوۃ وکان امام ارباب الفضل والفتوۃ ومن بقیۃ طین النبیین'' کہ حضرت ابوبکرؓ کو تم کیا سمجھتے ہو۔ وہ تو نبوت کا ایک نسخہ اجمالی ہے۔ ورق ثانی ہے نبوت کا۔ یعنی خلافت صدیقی تتمہ ہے نبوت کا۔ وہ تمام ارباب فضل اور ارباب شجاعت کا امام ہے۔ وہ نبیوں کے خمیر کا بقیہ ہے''۔

(سر الخلافہ)

پھر فرمایا:

''ومن عاداہ فبینہ وبین الحق باب مسدود لا ینفتح ابدا الّابعد رجوعہ الی سید الصدیقین''۔

کہ جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتا ہے، ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ اپنے اوپر حق کا دروازہ بند کرتا ہے۔ جب تک وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تعلق پیدا نہیں کرتا وہ رحمت الٰہی کا دروازہ اپنے اوپر کھول نہیں سکتا''۔ (سر الخلافہ)

پھر فرماتے ہیں:

''وَلَاشَکَّ اَنَّہٗ فَخْرُ الْاِسْلَامِ وَالْمُرْسَلِیْنَ'' کہ یہ بات یقینی اور قطعی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام کے لئے باعث فخر ہیں اور نبیوں اور مرسلوں کے لئے بھی باعث فخر ہیں۔ (کتاب سر الخلافہ)

خلافت راشدہ کا وہ حصہ یعنی اس کا آغاز جس کا مَیں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ آج سے چودہ سو سال پہلے سے تعلق رکھتا ہے۔

آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ مَیں تمہارے درمیان خلفاء مقرر کروں گا۔ خلیفہ بنانا میرا کام ہوگا۔ کوئی سازش، کوئی منصوبہ، کوئی انسانی تدبیر اس جگہ کارگر نہیں ہوگی۔ جس کو مَیں چاہوں گا اسے مَیں اپنی تائید و نصرت سے نوازوں گا، وہی خلافت کے فرائض سرانجام دے سکے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف کے اندر چار علامتیں مقرر فرمائی ہیں ان خلفاء کی جو خداتعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے جاتے ہیں۔

خلافت اور نبوت میں ایک فرق ہے۔ نبی براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتخب ہوتا ہے۔ جب دنیا پر مفاسد چھا جاتے ہیں خداتعالیٰ ایک برگزیدہ انسان کے دل پر نازل ہوتا ہے اور اُسے کہتا ہے کھڑے ہوجاؤ اور جاکر میری طرف دعوت دو۔ تم میری طرف سے مامور کئے گئے ہو۔ دنیا کے سارے لوگ اس کے مخالف ہوتے ہیں مگر وہ خدا کی تائید اور اس کی نصرت سے کھڑا ہوتا ہے اور دلوں میں، یہاں اور وہاں، القاء ہوتا ہے اور لوگ اس شمع ہدایت کے گرد پروانوں کی طرح جمع ہوتے ہیں۔ لوگ انہیں ذبح بھی کرتے ہیں، مارتے بھی ہیں، پتھراؤ بھی کرتے ہیں، اذیتیں پہنچاتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں مگر وہ والہانہ طور پر اس شمع نبوت کے گرد جمع ہوجاتے ہیں۔ یہ اس نبی کے صحابہ ہوتے ہیں۔

نبوت کا انتخاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہ راست ہوتا ہے لیکن جب ایک جماعت قائم ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو اس نبی کی آغوش شفقت میں تربیت دے دیتا ہے اور وہ لوگ نبی کے فیض سے فیض یافتہ ہوجاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ اپنی دوسری قدرت یعنی خلافت کے ذریعہ سے اپنی طاقتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا طریق یہ ہے کہ خلافت کا انتخاب اگرچہ آسمانی ہے خدائی انتخاب ہے اور خدا ہی جس کو چاہتا ہے خلیفہ بناتا ہے۔ مگر اس نے یہ مقرر فرمایا ہے کہ مومن اپنے مشورے، اپنی رائے اور اپنے انتخاب سے اپنے میں سے پارساترین اور ارفع انسان کو منتخب کریں گے۔ اس لئے اس فرق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف میں خاص طور پر چند علامات بیان فرمائی ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلیفۂ راشد ہونے کے دلائل

اگر وہ علامات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پائی جائیں تو کوئی شخص حق نہیں رکھتا جو قرآن مجید کو ماننے والا ہے کہ وہ خلافتِ صدیقی کا انکار کرے اور آپ کو اور آپ کے تینوں ساتھیوں کو خلفائے راشدین کے زمرہ سے خارج کرے۔

یہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلہ کی تائید میں بیان کررہا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ میں حَکَم وعدَل نازل ہوئے ہیں۔

قرآن مجید میں سورۃ الانفال اور سورۃ التوبہ میں اس موضوع کو نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ نے نہایت زبردست طریق پر اور نہایت ہی غالبانہ انداز میں اس موضوع پر ان آیات کی تفسیر بیان کی ہے اور بیان کیا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان سورتوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صداقت کو اور آپ کی خلافت کو بیان فرمایا ہے۔ مَیں صرف ایک آیت پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِلَّاتَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِاِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ۔ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی۔ وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا ۔وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (التوبۃ:40)

یہ مدنی آیت ہے۔ جنگیں شروع ہیں۔ دشمنان اسلام سمجھتے ہیں کہ ہم اسلام کو اب مٹادیں گے۔ احزاب جمع ہورہے ہیں، لشکر اکٹھے ہورہے ہیں اور مسلمانوں کی تباہی کے منصوبے کئے جارہے ہیں۔ خداوند ذوالجلال فرماتا ہے اِلَّاتَنْصُرُوْہُ کہ اگر آج تم اس پیغمبر کی نصرت

کے لئے کھڑے نہ ہو گے یعنی تمہیں کھڑا ہونا چاہئے لیکن اگر تم کھڑے نہ ہو گے تو یہ گمان مت کرو کہ یہ دین مٹ جائے گا اور یہ نبی ناکام ہوگا۔ ہرگز ممکن نہیں۔ کیوں؟ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اللہ اس پیغمبر کی نصرت کر چکا ہے ایسے وقت میں جب یہ سامان موجود نہ تھے، تم بھی اس نبی پر ایمان لانے والے موجود نہ تھے۔ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا جبکہ مکّہ کے کافروں نے پیغمبرؐ کو مکّہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا کتنی جماعت اس کے ساتھ تھی؟ ثَانِیَ اثْنَیْنِ دو میں سے ایک پیغمبر تھا۔ یعنی صرف ایک ساتھی اس کے ساتھ تھا۔ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ ان کا کوئی محل نہ تھا، کوئی بڑا ٹھکانہ نہ تھا، کوئی بڑی جاگیر نہ تھی، کوئی مکان، کوئی مرکز نہ تھا۔ اِذْھُمَا فِی الْغَار مکّہ سے باہر مدینہ پہنچنے سے پہلے ایک غار کے اندر صرف دو وجود تھے۔

ان نامساعد حالات میں جبکہ یہ دشمنان اسلام سمجھتے تھے کہ ہم اسلام پر غالب آجائیں گے۔ اللہ فرماتا ہے اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ اے مسلمانو! اسلام کے نام لیوا لوگو! اُس گھڑی کو تو یاد کرو جب خدا کے پیغمبرؐ نے اپنے صاحب سے کہا تھا وہ صاحب حضرت ابوبکر صدیق ؓ ہیں۔ یاد کرو جب کہ خدا کے رسولؐ نے اپنے صاحب ابوبکرؓ سے کہا تھا جو صاحب الغار تھے۔ کیا فرمایا تھا؟ فرمایا لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا اے ابوبکرؓ غم نہ کریں، فکر نہ کریں، آپ مقام نبوت پر نہیں ہیں مگر انتہائی قربانی آپ نے میرے ساتھ دی ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا اب اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ مجھے بھی اس کی معیت حاصل ہے اور تجھے بھی اس کی معیت حاصل ہے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بنی اسرائیل کو لے کر فرعون سے نجات دینے کے لئے ملک شام کی طرف روانہ ہوئے بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰ اِنَّا لَمُدْرَکُوْنَ ہم تو اب پکڑے گئے۔ پیچھے فرعونی لشکر آرہے ہیں۔ آگے سمندر ہے اِنَّا لَمُدْرَکُوْنَ ہمارے بچنے کا کوئی سامان نہیں ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو کیا جواب دیا؟ فرمایا کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْن ہم پکڑے نہیں جائیں گے۔ میرے ساتھ خدا ہے وہ مجھے کامیابی کا راستہ دکھائے گا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اکیلے ہیں، کوئی جمعیت نہیں ہے، خدا کا ایک رسول آپ کے ساتھ ہے۔ وہ امانت کی حفاظت کی خاطر غمگین ہوتے ہیں، افسردہ ہوتے ہیں مگر خدا کا پیغمبر کہتا ہے لَاتَحْزَن اے ابوبکر غم نہ کر اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا میرا خدا میرے ساتھ بھی ہے اور تیرے ساتھ بھی ہے۔ میرے لئے بھی خدا کی معیت ثابت ہوگی اور تیرے لئے بھی خدا کی معیت ثابت ہوگی۔ اللہ فرماتا ہے وَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ خداوند تعالیٰ نے اس پیغام کے بعد، اس دعا کے بعد اپنی تسلّی، اپنی سکینت اس پر نازل کی وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا اور خدا نے اپنے پیغمبر کی ان لشکروں کے ساتھ تائید و نصرت فرمائی جن کو تم نے نہیں دیکھا۔ خدا کے سامان، خدا کے لشکر بے انتہا تھے۔ مگر وہ غیر مرئی، نظر نہ آنے والے تھے۔ فرمایا نتیجہ کیا ہوا؟ وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا السُّفْلٰی کافروں کی جو تدبیر اور اُن کا جو منصوبہ تھا ناکام و نامراد ہوگیا وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا خدا کی بات ہی غالب رہی اور خدا کی پیشگوئی سچی ثابت ہوئی۔ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مسلمان مفسرین کا اتفاق ہے خواہ اہل سنت والجماعت میں سے ہوں خواہ شیعہ صاحبان سے ہوں، تمام متفق ہیں کہ اس آیت میں ثَانِیَ اثْنَیْنِ میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا ذکر ہے۔ وہی صاحب الغار ہیں، انہیں سے خدا کے پیغمبرؐ نے فرمایا تھا لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کے لئے انتہائی قربانی حضرت صدیق اعظم نے کی ہے اور جس طرح اپنی جان اور اپنا مال، اپنی عزت، اپنا وطن، اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے۔ آیا مکّہ سے مدینہ جانے کے لئے اُن کے حالات میں خدا کا پیغمبرؐ حضرت ابوبکر ؓ کے متعلق کیا خبر دیتا ہے اور کیا اطلاع دیتا ہے۔ مَیں اس سلسلہ میں آپ کے سامنے ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔

آنحضرت ﷺ کی خلافت ابوبکرؓ کے متعلق پیشگوئی

شیعہ صاحبان کی تفسیر صافی ہے اس کے صفحہ 320 پر لکھا ہے:

”فقال (الحفصة) ان ابابکریلی الخلافة بعدی ثم بعدہ ابوک فقالت من انبأک ھذا قال نبّأنی العلیم الخبیر“۔ کہ رسول پاک علیہ السلام نے حضرت حفصہؓ سے کہا میرے بعد حضرت ابوبکر خلیفہ ہوں گے۔ اے حفصہ اُس کے بعد تیرے باپ خلیفہ ہوں گے۔ روایت میں لکھا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ اے رسول خدا! آپ کو یہ اطلاع کس نے دی ہے؟ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ مجھ کو علیم وخبیر خدا نے اطلاع دی ہے۔

دیکھو حضرت ابوبکر ؓ کس بے سروسامانی کی حالت میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مکّہ سے ہجرت کر کے غارِ ثور میں آتے ہیں اور خدا کا پیغمبر انہیں غار میں اطلاع دیتا ہے لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا آپ غم نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ مَیں بھی محفوظ و مصئون رہوں گا اور دشمن تیرے قتل پر بھی قادر نہیں ہوں گے۔

تاریخ اسلام پر غور کریں جس قدر مصائب اور مشکلات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیش آئے اور پھر جو مصائب اور مشکلات حضرت صدیق اکبر ؓ کو پیش آئے وہ اپنی اپنی جگہ پر بے مثال ہیں، بے انتہا ہیں۔ ان مصائب اور مشکلات کے باوجود خدا کا وعدہ کس قدر روشن اور درخشندہ صورت میں پیدا ہوا ہے۔ خدا نے فرمایا تھا وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاس اے پیغمبر! اللہ تجھے لوگوں کی ہلاکت آفرینیوں سے بچائے گا، تجھے محفوظ رکھے گا، تُو ہلاک اور قتل نہیں کیا جائے گا۔ حضور علیہ السلام بچائے گئے۔

اسلامی سلطنت کے لئے آپ کی وفات کے بعد شدید خطرہ درپیش تھا، اتنا خطرہ درپیش تھا کہ مسلمان سیاستدان اور مدبّر کہتے تھے کہ ان حالات میں ہمیں کچھ نرمی کرنی چاہئے۔ مگر وہ وجود جسے اللہ تعالیٰ نے ایسا عظیم الشان اور اولوالعزم بنایا تھا جو فی الواقع محمد عربی ﷺ کے رنگ میں رنگین تھا جس کی حرکت، جس کا سکون، جس کا قول اور فعل عکس نبوی تھا۔ اس نے کہا ہرگز ممکن نہیں ہے۔ جو کام میرے پیغمبر نے کیا ہے مَیں اس کا خلیفہ اور جانشین ہوں مَیں اس کے نقش قدم پر چلوں گا، مَیں وہی کام کروں گا۔ سرِمُو انحراف نہیں کر سکتا، نہ دائیں نہ بائیں۔

مگر ان تمام حالات کے باوجود وہ بات جو غار ثور میں کہی گئی لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا اے ابوبکر! غم نہ کر۔ اللہ میرے اور تیرے ساتھ ہے وہ کس طرح پوری ہوئی اور حضرت صدیق اکبر ؓ کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح محفوظ رکھا۔

خلافت راشدہ کے پہلے دور کے چاروں خلفاء برحق ہیں۔ اسلامی سلطنت قائم شدہ سلطنت ہے لیکن اس کے استحکام کے باوجود خلیفۂ دوم شہید ہوتے ہیں، خلیفۂ سوم شہید ہوتے ہیں، خلیفۂ چہارم شہید ہو جاتے ہیں۔ مگر خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر ؓ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کے رسولؐ نے فرما دیا تھا کہ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا مجھے اور تجھے ایک خاص قسم کی معیت الٰہی حاصل ہے۔ معیت تو اللہ کی مومنوں کے ساتھ بھی ہے سارے خلفاء کے ساتھ ہے مگر وہ معیت جو محمد عربی ﷺ کو امتیازی طور پر حاصل تھی کہ آپ کو دشمن قتل نہیں کر سکتے تھے۔ خدا کے کلام میں اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کہا گیا تھا کہ اس معیت میں صرف ایک وجود شریک ہے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اور وہ حضرت ابوبکر ؓ کا وجود ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے آپ سے کہا اور خدا کی وحی میں یہ الفاظ لکھے گئے اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے ابوبکر کے ساتھ بھی ہے اور حضرت رسول پاکؐ کے ساتھ بھی ہے۔ اس لئے تمام نامساعد حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر ؓ کو قتل سے، دشمنوں کے ہاتھ سے مارے جانے سے بچایا اور محفوظ رکھا۔ یہ ایک عظیم الشان دلیل ہے اُن لوگوں کے لئے جو خدا کی انگلی پر نظر رکھتے ہیں، خدا کے فعل پر نظر رکھتے ہیں۔ اس کے کلام کو اس کے کام سے پہچانتے ہیں۔ قرآن مجید خدا کا کلام ہے اور تاریخی واقعات خدا کا کام ہیں۔ خدا کے قول اور فعل میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

خلافت بڑی امانت ہے۔ اس میں انبیاء کا سا کام کرنا ہوتا ہے۔ اُسی طرح کی روحانیت کی ضرورت ہے۔ اُسی طرز کے حالات پیدا ہوتے ہیں۔ اُسی طرز کی مخالفتیں ہوتی ہیں اور تب اسی طرح خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے۔

اہل سنت والجماعت اور شیعہ صاحبان میں مسئلہ خلافت میں یہ اختلاف ہے۔ شیعہ صاحبان کہتے ہیں کہ نصّ ہونی چاہئے۔ نام مقرر ہونا چاہئے۔ اگر نام کا تقرر ضروری ہے تب بھی دیکھو کہ جو آیت مَیں نے ابھی آپ کے سامنے سنائی ہے تفسیر صافی صفحہ 320 کے حوالہ سے یعنی نَبَّأَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْر والی آیت۔ اس کے متعلق پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرما دیا کہ مجھ کو خدا نے بتایا ہے کہ ابوبکرؓ میرے بعد خلیفہ ہوں گے اور حضرت عمر ؓ دوسرے خلیفہ ہوں گے۔ پھر اس کے بعد کیا سوال رہ جاتا ہے۔

خلفاء راشدین کے برحق ہونے سے متعلق بعض مستند شیعہ کتب کے حوالے

صحیح اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ خلافت کا مسئلہ اسلام میں مشورہ سے ہوتا ہے۔ اولین مسلمانوں نے رسول پاک علیہ السلام کے وقت میں آپ کی وفات کے بعد مشورہ سے حضرت ابوبکر ؓ کو خلیفہ منتخب فرمایا۔ یہ بات ایک شیعہ حوالہ سے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

قال علیّ والزبیر ما قضینا الّا فی المشورة وانا لنریٰ ابابکر احقّ الناس بھا۔ انہ لصاحب الغار ولقد نعلم سننہ ولقد امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یصلی بالناس وھو حیّ۔

(نہج البلاغہ لابن ابی الحدید جزء 1 صفحہ 75)

یعنی حضرت علی اور حضرت زبیر کہتے ہیں کہ ہم نے جو فیصلہ کیا ہے مشورہ سے کیا ہے۔ ہماری نظروں میں حضرت ابوبکرؓ سب سے زیادہ حقدار تھے خلافت کے۔ کیوں؟ وہی دلیل سورہ توبہ والی ہے۔ اِنَّہٗ لَصَاحِبُ الْغَارِ۔ کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق آنحضرتؐ کے یارِ غار ہیں۔ غار کے ساتھی ہیں اور غار ثور میں اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کی زبان پر آپ سے فرمایا لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ اور پھر حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ ہمیں ابوبکرؓ کے طور طریقوں کا علم ہے یعنی ہمیں معلوم ہے کہ انہوں نے جو قربانیاں کیں، اسلام کے لئے جس فدائیت کا اظہار کیا وہ اپنی جگہ پر بے نظیر اور بے مثال ہے۔ جب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ تھے آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو مقرر کیا کہ وہ نمازیں پڑھائیں، لوگوں کی امامت کریں۔

❁ ...... پھر اور دیکھئے حضرت علی ؓ حضرت امیر معاویہؓ کو ایک خط لکھتے ہیں اور اس خط میں کہتے ہیں کہ اے معاویہ! تیرے ذمے ہے کہ تُو میری بیعت کرے۔ یہ خط شیعوں کی مسلّمہ کتاب نہج البلاغہ میں شائع شدہ خط ہے۔ فرماتے ہیں:

”اما بعد فان بیعتی یامعاویة لزمتک وانت بالشام فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی ما بایعوھم علیہ فلم یبق للشاھد وان یختار ولا للغائب ان یردّ۔ انّما الشوریٰ للمھاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ امامًا کان ذلک لِلّٰہ رضیً فان خرج منھم خارج بطعن او بدعة ردّوہ الی ماخرج منہ فان ابی قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المؤمنین“۔

(نہج البلاغہ مشہدی صفحہ 189)

کہ اے معاویہ! تیرے لئے ضروری ہے کہ تُو میری بیعت کرے۔ تُو شام میں رہتے ہوئے بھی میری بیعت کرے، کیوں؟ کیونکہ میری بیعت وہ لوگ کر چکے ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکر ؓ کی بیعت کی تھی، جنہوں نے حضرت عمرؓ کی بیعت کی تھی، جنہوں نے عثمانؓ کی بیعت کی تھی اور انہی شرائط پر انہوں نے میری بیعت کر لی ہے جن شرائط پر ان تین خلفاء کی کی تھی۔ اب جو لوگ موجود ہیں ان کو یہ موقعہ نہیں کہ وہ اپنی اپنی رائے چلائیں۔ اب ان کو پابند ہونا پڑے گا۔ اور جو حاضر نہیں ہیں اس مجلس میں، ان کو اختیار نہیں ہے کہ اس فیصلے کو ردّ کر سکیں، کیوں؟ حضرت امام مرتضٰی فرماتے ہیں اس لئے کہ مشورہ دینا خلافت کے بارہ میں یا شوریٰ کے ذریعہ خلیفہ کا انتخاب کرنا یہ مہاجرین اور انصار کا کام ہے۔ اگر انصار اور مہاجرین ایک شخص پر متفق ہو جائیں اور اس کو اپنا امام مقرر کر لیں ان کا یہ انتخاب، ان کا یہ مشورہ خدا کی رضامندی پر دلیل ہے۔ پھر یہ ثابت ہو جائے گا کہ اس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ خلیفۃ المسلمین ہو۔ اور اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ تائید اسلام کرے گا۔ حضرت امام علیؓ فرماتے ہیں کہ اگر اس مشورہ کے باوجود کوئی شخص طعن کر کے یا نئی بدعت ایجاد کر کے نظام اسلام میں تفرقہ پیدا کرنا چاہے اور جماعت کی وحدت کو چیلنج کرے تو ضروری ہے کہ تم اسے جس طریق سے وہ نکل گیا ہے اس کی طرف

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اَلسَّلَام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے

اگر سَلَام خدا کی طرف منسوب ہونا ہے تو پھر ہم میں سے ہر ایک کو سلامتی کا پیامبر بننا ہوگا۔

خدا تعالیٰ کا سَلَام وہ ہے جس نے ابراہیم کو آگ سے سلامت رکھا۔ جس کو خدا کی طرف سے سَلَام نہ ہو بندے اس پر ہزار سَلَام کریں اس کے واسطے کسی کام نہیں آسکتے۔

اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابراہیم کے نام سے پکار کر سلام بھیجا تا کہ وہ تمام آگیں بھی اللہ تعالیٰ ٹھنڈی کر دے جو مخالفین نے آپ کے خلاف بھڑکائی تھیں۔

(سری لنکا، بنگلہ دیش، پاکستان یا دنیا کے کسی بھی خطے میں جماعت کے خلاف جو آگ بھڑکائی جارہی ہے اس آگ نے یقیناً ٹھنڈا ہونا ہے۔ نہ صرف یہ ٹھنڈی ہوگی بلکہ سلامتی بھی لے کر آئے گی، انشاءاللہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 11 رمئی 2007ء بمطابق 11 رہجرت 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا ایک نام اَلسَّلَام ہے۔ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے اس لفظِ سَلَام کو مختلف پیرایوں میں استعمال فرمایا ہے۔ اپنی صفت کے حوالے سے بھی بیان فرمایا ہے اور مومنوں کو اس صفت کو اختیار کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بھی فرمایا ہے۔

اس کے معانی مختلف مفسرین اور اہل لغت نے کئے ہیں، تفسیر الطبری میں علامہ ابوجعفر محمد کہتے ہیں کہ اَلسَّلَام وہ ذات ہے جس کی مخلوق اس کے ظلم سے محفوظ رہے۔

پھر ابوالحسن الترمذی کے نزدیک اَلسَّلَام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اَلسَّلَام اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ہر نقص، عیب اور فنا سے سلامت ہے۔ جبکہ بعض دوسرے علماء کے نزدیک وجہ تسمیہ یہ ہے یعنی اس نام کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان آفتوں سے سلامت ہے جو دوسروں کو تغیر اور فنا وغیرہ کی پہنچتی رہتی ہیں۔ نیز یہ کہ وہ ایسا باقی رہنے والا دائمی وجود ہے کہ تمام مخلوقات فنا ہو جائیں گی مگر اس پر فنا نہیں۔ وہ ہر ایک چیز پر دائمی قدرت رکھنے والا ہے۔

پھر تفسیر رُوح البیان میں لکھا ہے اَلسَّلَام ہر قسم کی آفت اور نقص سے محفوظ ہے، تمام تر نقاص سے پاک ہونے کی وجہ سے اور سلامتی عطا کرنے میں بڑھا ہوا ہونے کی وجہ سے اُسے اَلسَّلَام کہا گیا ہے۔ اور اَنْتَ السَّلَام حدیث میں آتا ہے، نماز کے بعد جو دعا پڑھتے ہیں اس میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ تُو وہ ذات ہے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہے اور ہر قسم کے نقص اور کمی سے مبرّا ہے۔ اور حدیث میں جو یہ ہے کہ مِنْکَ السَّلَام تو اس سے مراد یہ ہے کہ تُو وہ ذات ہے جو ایک بے کس شخص کو ناپسندیدہ اور تکلیف دِہ امور سے محفوظ کرتی ہے اور دونوں جہانوں کی تکلیفوں اور مصیبتوں سے چھٹکارا دلاتی ہے اور تُو وہ ذات ہے جو ایمان لانے والوں کے گناہوں اور عیوب کی پردہ پوشی کرتی ہے جس کی وجہ سے وہ قیامت والے دن کی رسوائی سے سلامتی میں ہوں گے۔ یہ لکھتے ہیں کہ مِنْکَ السَّلَام کا ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ جنت میں مومنوں پر سلامتی کا تحفہ عطا کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ یعنی ان کو سلام کہا جائے گا جو بار بار کرم کرنے والے ربّ کی طرف سے ان کے لئے پیغام ہوگا۔ تو اس لفظ سَلَام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مکمل حفاظت کا پیغام اور وعدہ دے دیا ہے۔ اُس خدا کی طرف سے جو رحم کرنے والا خدا ہے اور بار بار رحم کرنے والا خدا ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی آیت ہے لیکن ایک عظیم پیغام اپنے اندر رکھتی ہے کہ اس سلامتی کے تحفے کو حاصل کرنے کے لئے، اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مورد بننے کے لئے اور اگلے جہان میں بھی اس سے فیض پانے کے لئے تم بھی اپنے اندر، آپس میں، یہ روح پیدا کرو۔ آپس کے تعلقات میں یہ روح پیدا کرو۔ ایک دوسرے کو سلامتی بھیجو تو یہ تحفہ تمہیں ملتا رہے گا۔ پھر اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ آپس کی سلامتی کے تحفے سے جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرکے جنت میں جگہ پاؤ گے وہاں اس دنیا میں بھی سلامتی کی وجہ سے اپنے روح و دماغ کو بھی امن میں رکھو گے اور تمہارے لئے، اپنی ذات کے لئے بھی اور اپنے ماحول کے لئے بھی مکمل خوشی پہنچانے والی چیز ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے حصول کا بھی یہ ایک عظیم راستہ ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک سَلَام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں رکھا ہے اس لئے تم آپس میں سَلَام کو پھیلاؤ۔

(الادب المفرد لامام بخاریؒ باب السلام من اسماء اللہ عز وجل حدیث نمبر 1019)

پس یہ سَلَام کو پھیلانا، آپس کی محبت پیدا کرنے کا اور معاشرے میں امن قائم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس لئے بے شمار مواقع پر، آنحضرت ﷺ نے آپس کے محبت و پیار کو قائم کرنے کے لئے سَلَام کو رواج دینے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پس خدا کا سَلَام حاصل کرنے کے لئے ہم اپنے معاشرے میں بھی حقیقی سلامتی پھیلانے والے بنیں گے تو تبھی اس کو حاصل کرنے والے ہوسکیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا کہ کونسا اِسلام بہتر ہے؟ تو آپ نے فرمایا: تُطْعِمُ الطَّعَامَ ،وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ۔ پہلی بات تو یہ فرمائی کہ تم کھانا کھلاؤ اور دوسری یہ ہے کہ سلام کہو ہر اُس شخص کو جسے تم جانتے ہو یا نہیں جانتے۔

(بخاری کتاب الایمان باب اطعام الطعام من الاسلام حدیث نمبر 12)

پھر ایک حدیث میں آتا ہے، حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تم سے پہلی قوموں کی بیماریاں تم میں آہستہ آہستہ داخل ہو رہی ہیں۔ یعنی بغض اور حسد''۔

اب یہ ایک ایسی چیز ہے کہ اگر اس زمانے میں بھی غور کریں تو یہ چیزیں بھی دوبارہ داخل ہو رہی ہیں بلکہ ایک انتہا کو پہنچی ہوئی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس پیغام کو لے کے آئے تھے اس میں حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف جو توجہ تھی اس میں بھی بغض اور حسد ایک بہت بڑی چیز ہے جو حقوق ادا نہ کرنے کی ایک وجہ بنتی ہے۔ تو جماعت کو ہمیشہ اس سے محفوظ رہنا چاہئے۔

فرمایا کہ...... یہ بیماریاں تم میں آہستہ آہستہ داخل ہو رہی ہیں یعنی بغض اور حسد۔ بغض مونڈھ دینے والی ہے۔ فرمایا: بالوں کو مونڈھنے والی نہیں بلکہ دین کو مونڈھنے والی۔ بُغض ایسی چیز ہے جو تمہارے دین کو ختم کر دے گی۔ فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک کامل ایمان نہ لے آؤ اور اس وقت تک کامل ایمان نہیں لا سکتے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ اور کیا مَیں تمہیں اس چیز کے بارے میں نہ بتاؤں جو اس محبت کو تم میں مضبوط کر دے گی، وہ بات یہ ہے کہ تم آپس میں سَلَام کو رواج دو۔

(الترغیب والترھیب جزء 3 الترغیب فی افشاء السلام و ما جاء فی فضلہ...... حدیث نمبر 3978۔ صفحہ 371-372)

پس جیسا کہ مَیں نے کہا آج بھی اگر ہم جائزہ لیں تو کسی نہ کسی رنگ میں شیطان حسد اور بغض کے جذبات بہت سوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ پس کتنی بدنصیبی ہے کہ زمانے کے امام کو مان کر بھی ہم بعض حرکتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والے بن جائیں۔

پس اللہ تعالیٰ کی سلامتی حاصل کرنے کے لئے، اللہ اور رسول ﷺ نے یہی راستہ بتایا ہے کہ سلام کو رواج دو۔ اس سے آپس میں دلوں کی کدورتیں بھی دور ہوں گی، محبت بھی بڑھے گی، عفو اور درگزر کی عادت بھی پیدا ہو گی اور پھر اس سے معاشرے میں ایک پیار اور محبت کی فضا پیدا ہو جائے گی جو کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے ایک بڑا اہم حکم ہے جس سے حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ پیدا ہو جائے گی۔

عام طور پر جماعت میں بھی بعض دفعہ آپس میں لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں، جھگڑے ہوتے ہیں جو بعض دفعہ اتنا طول کھینچ لیتے ہیں کہ انتہا کو پہنچ جاتے ہیں۔ گزشتہ دنوں بھی ایک جگہ اسی طرح آپس میں دو خاندانوں کی لڑائی ہوئی اور اس حد تک بڑھ گئی کہ جماعت کی بدنامی کا باعث بنی جس کی وجہ سے دونوں فریقوں کو جماعت سے اخراج کی سزا دینی پڑی۔ خیر اس کے بعد معافی کے لئے لوگ لکھتے ہیں لکھتے رہے، ایک نے لکھا کہ مَیں نے جب اس بات کو ختم کرنے کے لئے، جھگڑے کو ختم کرنے کے لئے جا کر مسجد میں ہی دوسرے فریق کو سلام کیا تو اس نے کہا بھول جاؤ اس بات کو، ابھی چھ مہینے سال تک مَیں تمہارے ساتھ کوئی بات نہیں کر سکتا، نہ سلام ہو سکتا ہے، نہ ہماری صلح ہو سکتی ہے۔ تو ایسے موقعے جماعت میں بھی پیدا ہوتے ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ امام الزمان کو مان کر بھی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعووں پر ایمان لانے کے بعد بھی اُن شرائط بیعت کو ماننے کے بعد بھی کہ حقوق العباد کی ادائیگی کریں گے پھر ہم اس قسم کی حرکتیں کر رہے ہوں۔ تو جہاں یہ نفرتیں، کینے، لڑائیاں بعض لوگوں کو جو اس قسم کے معاملات میں ملوث ہوتے ہیں جماعت سے علیحدہ کرتے ہیں، وہاں یہ سزا دینے کی وجہ سے خلیفۂ وقت کے لئے بھی تکلیف کا باعث بن رہے ہوتے ہیں اور پھر وہ سب سے بڑھ کر اپنے خدا کی ناراضگی کا باعث بن رہے ہوتے ہیں۔ تو خدا تو اَلسَّلَام ہے وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا لیکن اپنی حرکتوں کی وجہ سے بندہ پھر اس کی ناراضگی کا مورد بن رہا ہوتا ہے۔ پس اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ بندہ خود ہے جو اپنی ذات پر اس قسم کی حرکتیں کر کے ظلم کر رہا ہوتا ہے۔

پھر امام غزالیؒ اللہ تعالیٰ کے اَلسَّلَام ہونے کی بابت فرماتے ہیں کہ وہ ہستی جس کی ذات ہر عیب سے اور جس کی صفات ہر نقص سے اور جس کے کام ہر قسم کے شر سے محفوظ اور پاک ہوں، یعنی اس کے کام میں صرف شر یعنی دکھ اور تکلیف ہی نہیں ہوتی بلکہ اس کے اندر اس تکلیف سے کہیں بڑھ کر خیر اور بھلائی پوشیدہ ہوتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ تو یوں سلامتی بکھیرتا ہے کہ انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔

انسان اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت اَلسَّلَام سے فیض پا سکیں سلامتی پھیلانے سے صرف شر اور دکھ سے ہی نہیں بچتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بن رہا ہوتا ہے۔ اس خیر اور بھلائی سے بھی حصہ لے رہا ہوتا ہے جو اَلسَّلَام خدا بندے کے نیک اعمال اور سلامتی پھیلانے کی وجہ سے اسے دے رہا ہوتا ہے۔

امام راغبؒ نے اس بارے میں مزید وضاحت فرمائی ہے، یہ لکھتے ہیں کہ اَلسَّلَام اور اَلسَّلَامَة ان معنوں میں ہے کہ وہ ہر قسم کے ظاہری اور باطنی عیوب و نقائص سے خالی ہے اور جب اللہ کی نسبت اَلسَّلَام کہیں گے تو مراد یہ ہو گا کہ اس میں انسانوں والے عیوب و نقائص نہیں ہوتے۔

پھر لکھتے ہیں کہ عبدالسلام یعنی خدائے سلام کا بندہ وہ ہے جو اَلسَّلَام کا مظہر ہو، خدائے اَلسَّلَام اس کو ہر نقص، آفت اور عیب سے محفوظ رکھتا ہے۔ جب بندہ اس اَلسَّلَام خدا کا مظہر بننے کی کوشش کرتا ہے، سلامتی پھیلاتا ہے، معاشرے میں محبت امن اور بھائی چارے کی فضا پیدا کرتا ہے تو پھر کیا نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہر نقص آفت اور عیب سے محفوظ رکھتا ہے۔ پس ہر بندہ جس کا دل ملونی، کینہ، حسد اور بد ارادے سے پاک ہو اور جس کے اعضاء گناہوں کے ارتکاب اور ان امور کے ارتکاب سے جن سے خدا نے روکا ہے، بچے ہوئے ہوں اور جس کے اخلاق ایسے ہوں کہ اس کی عقل، خواہشات اور غضب کی اسیر نہ ہو۔ عقل اپنی خواہشات کی غلام نہ بن جائے کہ غصے میں آ کر ہر چیز بھول نہ جائے۔ ایسے لوگ نہ ہوں جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔ ؎

جنہیں عیش میں یادِ خدا نہ رہی   جنہیں طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

اور کوئی شخص صفت سَلَام اور اَلسَّلَام سے اس وقت تک متصف نہیں ہو سکتا جب تک دوسرے مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ نہ ہوں۔ اور اَلسَّلَام صفت کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ تکالیف اور مصائب کو دُور کرتی ہے۔ جس طرح حدیث میں آیا ہے۔ آنحضرت ﷺ ہمیں مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں، حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! کون سا اسلام افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامتی میں رہیں۔ ایک جگہ فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامتی میں رہے۔

(بخاری کتاب الایمان باب ایّ الاسلام افضل؟ حدیث نمبر 11)

پس آپس کے تعلقات، ایک دوسرے سے محبت کے سلوک کے حقوق کا خیال رکھنا، یہ کوئی معمولی چیزیں نہیں ہیں، ان کی بڑی اہمیت ہے۔ اگر اس سَلَام خدا کی طرف منسوب ہونا ہے تو پھر ہم میں سے ہر ایک کو سلامتی کا پیامبر بننا ہو گا، سلامتی کو پھیلانے والا بننا ہو گا، اپنے معاشرے میں سلامتی بکھیرنے والا بننا ہو گا۔ ورنہ جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے نام کا اسلام ہو گا اور یہ ایمان کی کمزور حالت ہے، یہ کمزور درجہ کا ایمان ہو گا۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ یہی نہیں کہ صرف مسلمان تمہارے سے محفوظ رہیں بلکہ ایک سچے اور پکے مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ تمام انسانیت کی سلامتی کی ضمانت ہو۔

سہل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص سلامتی والا ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند معاذ بن انس، جلد 5 صفحہ 377 حدیث 15728 مطبوعہ بیروت 1998ء)

جب ایمان میں ترقی ہوتی ہے تو صرف اپنے مسلمان بھائیوں سے نہیں، تمام بنی نوع انسان سے محبت اور پیار اور سلامتی کا تعلق ہو جاتا ہے اور یہی سلامتی کا تعلق ہے جو پھر یہ نیک پیغام دوسروں تک پہنچاتا ہے اور یہی سلامتی کا تعلق ہے جو پھر دوسروں کو آپ کے اردگرد لے کر آتا ہے۔ اور پھر یہی سلامتی کا پیغام ہے جس سے تبلیغ کے میدان کھلتے ہیں۔ اور یہی سلامتی کا پیغام ہے جس سے پھر لوگوں کو آپ کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے اور صحیح دین کو پہچان کر اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ سلامتی کا پیغام جب اختیار کریں گے اور پھیلائیں گے تو تبھی اللہ تعالیٰ کے صحیح پرتو بن سکیں گے۔

مفردات امام راغب میں لکھا ہے کہ حقیقی سَلَام صرف جنت میں ہی ہے کیونکہ وہاں ایسی بقا ملے گی جو فنا سے پاک ہے اور ایسی تونگری ملے گی جو ہر قسم کے فقر سے مبرّا ہے اور ایسی عزت نصیب ہو گی جس کے ساتھ کوئی ذلّت نہیں اور ایسی صحت عطا ہو گی جس کے بعد کوئی بیماری نہیں۔ یہی مضمون اس آیت کریمہ میں ہے لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔ اور یہ آیت اس طرح ہے کہ لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (الانعام:128) کہ ان کے لئے ان کے ربّ کے پاس امن کا گھر ہے اور وہ

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔
مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ اور نصیر بیگ سے رابطہ کریں
لندن جانے اور لندن سے آنے کے لئے فیری کے سستے ٹکٹ ہم سے خرید فرمائیں
(جلسہ کے لئے ایڈوانس بکنگ آفر 99 یورو)

Tel: 00 49 -211 - 2205611-12   Fax: 00 49 - 211 - 220 5613
Mobile: 0160-97902950e-mail: nayaab@web.de
Karl Str. 2 40210 - Dusseldorf (Germany)

ان نیک کاموں کے سبب سے جو وہ کیا کرتے تھے ان کا ولی ہو گیا ہے۔

پس جیسا کہ سَلام بھی خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے تو یہ جو لفظ دارالسلام استعمال کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے قرب کی جگہ، یعنی جنت۔ پس ہر تقویٰ پر قدم مارنے والے مومن کے لئے جو سلامتی بکھیرنے والا ہے اور معاشرے میں سلامتی اور امن کا علمبردار ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضمانت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ولی ہو گا۔ اپنے قرب میں جگہ دے گا کیونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رضا کی راہوں پر چلنے والے کو اپنے وعدوں کے مطابق اپنے قرب میں جگہ نہ دے۔

پھر فرمایا یَهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (المائدہ :17) کہ اللہ اس کے ذریعہ سے انہیں جو اس کی رضا کی پیروی کریں سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت دیتا ہے اور اپنے اذن سے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور انہیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ جو بھی اس تعلیم کے ذریعہ سے جو آنحضرت ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے اتاری تھی، اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے گا، اسے سلامتی کی راہوں پر اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا۔ جس سے وہ اس دنیا میں بھی سلامتی بکھیرنے والا بن جائے گا اور اس کا ہر عمل اور ہر فعل اس طرح سے ہو گا جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو گا۔ روشنی اس کا مقدر ہو جائے گی اور اندھیرے اس سے دُور ہو جائیں گے۔ پس یہ سُبُلَ السَّلٰمِ یعنی سلامتی کے راستے یقیناً وہ راستے ہیں جو خدا کی طرف لے جانے والے ہیں اور یہ اُسی وقت حاصل ہوں گے جب قرآن کریم کی تعلیم ایک مومن کُلّی طور پر اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر صراط مستقیم پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا قرب اس کو حاصل ہوتا ہے۔ جس کے حصول کے لئے ہر مومن کو کوشش کرنی چاہئے اور وہ کرتا ہے اور یہی ذریعہ ہے جس ذریعہ سے پھر انسان دونوں جہان کے فیض پا سکتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ (یٰسین:59) سلام کہا جائے گا ربّ رحیم کی طرف سے۔ فرمایا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (الرعد:25) پس تمہارے لئے سلامتی ہو کیونکہ تم ثابت قدم رہے۔ پس دیکھو تمہارے لئے اس گھر کا کیا ہی اچھا انجام ہے۔ پس یہ ثابت قدمی بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان میں اور ان احکامات کی پابندی میں ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومن کو دیئے ہیں جن کے ذریعہ سے حقوق اللہ بھی ادا ہوتے ہیں اور حقوق العباد بھی ادا ہوتے ہیں۔ ایک مومن کو اللہ تعالیٰ نے ایسے گھر کی خوشخبری دی ہے جو ہمیشہ رہنے والا گھر ہے۔ پس یہ جو مختلف جگہوں پر بار بار اَلسَّلَامُ خدا کا پیغام ہے، بے شمار جگہوں پر سَلام کا جو لفظ استعمال ہوا ہے یہ ہمیں اس بات کی اہمیت کو سمجھنے والا بنانا چاہئے۔

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”سلام تو وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو“۔ فرمایا ”خدا تعالیٰ کا سلام وہ ہے جس نے ابراہیم کو آگ سے سلامت رکھا۔ جس کو خدا کی طرف سے سلام نہ ہو بندے اس پر ہزار سلام کریں، اس کے واسطے کسی کام نہیں آسکتے“۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”اسلام کی حقیقت یہ بھی ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کے رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں“۔

پس جب یہ حالت ہو گی جس کی اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق اس زمانے کے امام نے ہمیں تعلیم دی ہے اور جس کی وہ ہم سے توقع رکھتے ہیں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کی سلامتی کے نیچے ہوں گے اور دنیا کی لعنتیں یا منصوبے ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے لیکن اگر خدا کی سلامتی کے نیچے ہم نہیں تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ دنیا کے ہزار سلام بھی ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ پس ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے وارث اُس وقت بنیں گے جب ہم اس تعلیم کے مطابق صفت سَلام کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی سلامتی کے نیچے آنے کی کوشش کریں گے۔ ہم لوگ کتنے خوش قسمت ہیں کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہم میں امام بھیجا اور پھر یہ توفیق دی کہ اس امام کو مانیں، اس مسیح و مہدی کو مانیں جس کو سَلام پہنچانے کا بھی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا اور جس کو سَلام کہتے ہوئے اپنے پیارے ہونے کا مرتبہ و مقام اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ یعنی خود اللہ تعالیٰ نے آپ پر سَلام بھیجا ہے۔ جیسا کہ ایک الہام میں آپ کو فرمایا سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ذُوْ عَقْلٍ مَتِيْنٍ تیرے پر سلام ہے اے ابراہیم! تو آج ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ اور امانتدار اور قوی العقل ہے۔

(تذکرہ صفحہ 82 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

پس ان تمام فیوض سے فیضیاب ہونے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے اور اس سَلام سے حصہ لینے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا، ہدایت کے اس سرچشمے کی ہر ہدایت پر عمل کرنے کی ضرورت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر اتارا اور جس کے عشق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابراہیم کے نام سے پکار کر سَلام بھیجا تا کہ وہ تمام آگیں بھی اللہ تعالیٰ ٹھنڈی کر دے جو مخالفین نے آپ کے خلاف بھڑکائی تھیں۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف مخالفین نے آگ جلائی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے الہاماً آپ کو فرمایا ہے وَنَظَرْنَا اِلَيْكَ وَقُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اور ہم نے تیری طرف نظر کی اور کہا کہ اے آگ جو فتنے کی آگ قوم کی طرف سے ہے اس ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا۔

(تذکرہ صفحہ 39-40 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

تاریخ شاہد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آپ کی زندگی میں جو بھی آگ بھڑکائی گئی وہ نہ صرف ٹھنڈی ہوئی بلکہ آپ کے لئے سلامتی کا پیغام لائی۔ سلامتی کا مطلب جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے خیر اور بھلائی لانا ہے۔ تو اس زمانے میں بھی مخالفت کی جو آگ دنیا کے کسی بھی خطے میں جماعت کے خلاف بھڑکائی گئی یا بھڑکائی جا رہی ہے وہ ضرور ٹھنڈی ہو گی انشاء اللہ۔ کیونکہ وہ کسی فرد کے خلاف نہیں بھڑکائی جا رہی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بھڑکائی جا رہی ہے۔ آپ کے ماننے والوں کے خلاف اس لئے بھڑکائی جا رہی ہے کہ انہوں نے اس زمانے کے امام کو قبول کیا۔ پس اس مخالفت کی وجہ سے اگر ان چھوٹی موٹی تکالیف میں جو آجکل بعض لوگوں کو بعض جگہوں پر برداشت کرنی پڑتی ہیں ہم مبتلا کئے جا رہے ہیں تو یہ بھی ایک امتحان ہے جس پر پورا اترنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ چاہے وہ سری لنکا میں ہو، بنگلہ دیش میں ہو یا پاکستان میں ہو، اس آگ نے یقیناً ٹھنڈا ہونا ہے انشاء اللہ۔ نہ صرف یہ ٹھنڈی ہو گی بلکہ سلامتی بھی لے کر آئے گی اور یہی ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیں ہمیشہ سلامتی مانگتے رہنا چاہئے۔

اس ضمن میں سری لنکا کی یہ خبر میں آپ کو بتا دوں۔ ابھی جب میں جمعہ پہ آ رہا تھا تو فون پر یہ اطلاع ملی کہ وہاں کافی عرصہ سے مخالفین شدید مخالفت کر رہے تھے اور مخالفت کی ایک انتہا کی ہوئی تھی۔ وہاں پر مسلمانوں کی آبادی تقریباً 13 فیصد ہے لیکن کیونکہ زور زیادہ ہے، شیطان کا زور زیادہ چلتا ہے نا۔ مسلمان تو نہیں، نام کے مسلمان ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے نام کو بدنام کرنے والے لوگ ہیں۔ مولویوں کے پیچھے چل کے اس ملک میں جتنی مساجد ہیں۔ (وہاں 2 ہزار 300 کے قریب مساجد ہیں) وہاں تمام مسجدوں میں جماعت کے خلاف خطبہ دیا گیا اور ایک آگ بھڑکائی گئی، لوگوں کو بھڑکایا گیا۔ تو صبح اطلاع تھی کہ ہماری نگومبو (Nigombo) کی جو مسجد ہے وہاں 500 کے قریب لوگوں نے حملہ کیا اور 60 کے قریب جو وہاں اندر نمازی تھے ان کو یرغمال بنایا ہوا تھا۔ بہر حال ابھی دوبارہ اطلاع آئی ہے کہ پولیس نے کچھ ہمت کر کے (پہلے تو پولیس کے قابو نہیں آ رہے تھے) ان کو باہر نکال دیا ہے اور اب احمدی اس وقت مسجد میں جا رہے ہیں۔ لیکن وہاں کے احمدیوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ جو آگ بھڑکائی جا رہی ہے یہ ان لوگوں کی طرف سے بھڑکائی جا رہی ہے جو اُس نبی کی طرف منسوب ہونے والے ہیں جنہوں نے سلامتی کا پیغام دیا اور یہ بجائے اسلام کی خدمت کے اسلام کو بدنام کرنے والے لوگ ہیں۔ اللہ نے فضل کیا ہے، مسجد تو خالی ہو گئی۔ آپ لوگ آئندہ بھی ثابت قدم رہیں، پریشان نہ ہوں، اللہ تعالیٰ اس امتحان سے آپ لوگوں کو کامیاب کر کے نکالے۔ اِن لوگوں کے اس عمل کو دیکھ کر اور جب دنیا یہ شور مچاتی ہے کہ یہ تعلیم ہے جس پر مسلمان عمل کر رہے ہیں تو شرم آتی ہے۔ اس نبی کی طرف منسوب ہوتے ہوئے، جیسا کہ مَیں نے کہا، جس نے ہمیشہ سلامتی کی تعلیم دی، پیار اور محبت اور امن کا پیغام ہر جگہ پہنچایا اور ہمیشہ یہ تلقین کرتے رہے کہ پیار اور محبت سے رہو۔ ان کی طرف منسوب ہو کر یہ لوگ نہایت ظالمانہ قسم کے عمل کر رہے ہیں اور حقوق العباد کی ادائیگی کی بجائے یہ لوگ حقوق العباد کو دبانے والے، اللہ تعالیٰ کے بندوں پر ظلم کرنے والے اور حقوق العباد غصب کرنے والے ہیں۔ ان کے خیال میں یہ احمدیت کو اس طرح ختم کر دیں گے؟ یہ ان لوگوں کو زعم ہے تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا یہ زعم بھی پورا نہیں ہونے دے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ ان کے خیال میں یہ کسی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے یا کسی بندے کا لگایا ہوا پودا ہے۔ جماعت احمدیہ تو اللہ تعالیٰ کا لگایا ہوا پودا ہے، اور جس کے ساتھ خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری ساری مرادیں پوری کرے گا اس کو یہ لوگ کس طرح ختم کر سکتے ہیں۔ ہمیشہ کی طرح نامراد رہیں گے اور اپنی آگ میں جلتے رہیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ آگ جلد سری لنکا کے احمدیوں پر ٹھنڈی ہو جائے گی جو ان کے خلاف بھڑکائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی ثبات قدم عطا فرمائے اور ایمانوں کو مضبوط کرے۔ تو مَیں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں تا کہ اس کے فضلوں کو جلد سے جلد سمیٹنے والے ہوں اور دنیا کی جماعتوں کے احمدی بھی ان لوگوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس امتحان اور ابتلاء سے جلد سے جلد نکالے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ہے جو ایک وعدہ ہے اور ہر احمدی کو ہمیشہ یاد

رکھنا چاہئے کہ سَلَامٌ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ صَافَیْنَاهُ وَنَجَّیْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ۔ تَفَرَّدْنَا بِذٰلِکَ فَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی کہ ابراہیم پر سلام ہو، ہم نے اس کو خالص کیا اور غم سے نجات دی اور ہم نے یہ کام کیا سو تم ابراہیم کے نقش قدم پر چلو۔ (تذکرہ صفحہ 85 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

پس دعائیں کرنا اور اللہ تعالیٰ کو پہچاننا اور وحدانیت کا صحیح فہم و ادراک حاصل کرنا۔ یہ ہے جو اس زمانے کے ابراہیم کے نقش قدم پر چلنے والوں کو بھی زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر فرمایا کہ اے ابراہیم! تجھ پر سلام، ہم نے تجھے خالص دوستی کے ساتھ چن لیا۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ پس جس کو اللہ تعالیٰ نے خالص دوستی کے ساتھ چن لیا ہے اس کی طرف منسوب ہونے والوں کو کیسا ہونا چاہئے۔ یقیناً ان راہوں پہ چلنے والا جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والی راہیں ہیں، جو اس کی وحدانیت کو قائم کرنے والی راہیں ہیں، جو اس واحد خدا کے آگے جھکنے والی راہیں ہیں اور جن پر چل کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے وہ اعزاز پایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تجھے خالص دوستی کے ساتھ چن لیا ہے اور فرمایا۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا۔ یعنی جب بھی ضرورت پڑی تیرے سب کام درست کرتا چلا جائے گا اور اب بھی جن میں روک ہے وہ بھی انشاء اللہ درست ہو جائیں گے اور آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ خود اتر کر آتا ہے اور اپنے فضل سے، نہ کہ ہماری کسی کوششوں سے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوستی کا حق ادا کرتا ہے۔ ہر کام سنوارتا ہے اور سنوارتا چلا جاتا ہے بلکہ اس طور سے ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے انعاموں کی بارش ہو رہی ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔

گزشتہ دنوں ایم ٹی اے کے سٹاف نے اور عربوں نے مل کر Mta العربیہ کے اجراء پر ایک فنکشن کیا تھا۔ تو وہاں بھی مَیں نے ان کو یہی کہا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو وہ ہمیشہ سے حسب ضرورت پورا کرتا چلا جا رہا ہے اور آج بھی پورا کر رہا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ کرتا چلا جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ تسلی دلائی ہے کہ مَیں دوستوں کا دوست ہوں، کبھی تجھے چھوڑوں گا نہیں۔ ایک نیک شخص جو دوستی کا حق ادا کرنے والا ہو، جو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے وہ بھی اپنے دوست اور دوستی کا حق ادا کرتا ہے اور نہیں چھوڑتا، وقت پہ کام آتا ہے تو اللہ تعالیٰ جو سب سے زیادہ وفا کرنے والا ہے وہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اعلان کرے کہ مَیں نے خالص دوستی کے ساتھ تجھے چن لیا اور پھر وہ دوستی کا حق ادا نہ کرے۔

پس ہم جو اس امام کی طرف منسوب ہوتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے دوستی کا اعلان فرمایا، ہمیں انفرادی طور پر بھی اس سے فیض پانے کے لئے ان تمام احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جن کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی اور قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر اس کا ذکر ہے۔ مثلاً فرمایا وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (سورۃ الفرقان: 64) کہ رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواب میں کہتے ہیں سَلَام۔ تو یہ مومن کی نشانی ہے اور یہ اس رحمٰن خدا کے ماننے والے کی نشانی ہے، یہ اس کے پیاروں کی طرف منسوب ہونے والوں کی نشانی ہے جس کی معراج آنحضرت ﷺ کی ذات تھی کہ انتہائی عاجزی اور فروتنی کے ساتھ زندگی گزاری۔ غریب کے ساتھ بھی عزت سے پیش آئے، بات کی تو ہمیشہ عزت و احترام سے کی، جاہل کے ساتھ (جو جاہل بدو تھے) جو نازیبا کلمات بھی بعض اوقات منہ سے نکال دیتے تھے، ان کے ساتھ بھی نہایت پیار سے اور عاجزی سے اور سلامتی بھیجتے ہوئے اپنے نمونے دکھائے اور اس عاجزی کا عظیم نمونہ اس وقت قائم کیا جب فاتحانہ شان کے ساتھ مکّہ میں داخل ہو رہے تھے، لیکن اس پر بھی آپ کا سر عاجزی سے جھکتا چلا جا رہا تھا۔ اونٹ کے کجاوے کے ساتھ لگتا چلا جا رہا تھا اور پھر وہاں جا کے بھی سلامتی بکھیری کہ کوئی ظلم نہیں کرنا، کسی کو قتل نہیں کرنا، لڑائی نہیں کرنی، سوائے اس کے کہ جو تلوار اٹھاتا ہے وہ بھی مجبوری سے۔

تو ہمیں بھی اسی اُسوہ پر چلنا ہوگا تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی پیار کی نظر ہم پر پڑے گی اور پھر پڑتی چلی جائے گی۔

پھر اس زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق صادق نے کیا عاجزی کے نمونے دکھائے، اس عاجزی کے کیا معیار قائم کئے۔ لغو مجالس سے ہمیشہ بچتے رہے اور عاجزی کی انتہا کی وجہ سے ہی اور صرف امن قائم کرنے کے لئے نہ کہ اپنی اَنا کو قائم کرنے کے لئے بعض ایسے موقعے پیش آئے جہاں ظاہراً سُبکی کا بھی خیال تھا لیکن آپ نے عاجزی دکھاتے ہوئے اس کو بھی برداشت کیا اور اسی وجہ سے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا کہ تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں۔

پس ہم جو اللہ کے ان پیاروں کو ماننے والے اور ان کی طرف منسوب ہونے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے اور لغویات سے بچنے، جھگڑوں اور فضول مجلسوں سے پہلو بچانے والے ہوں گے تو تبھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی سلامتی کے وارث بن سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: اداریہ از صفحہ نمبر 2

صورتحال کی رپورٹ دعا کی غرض سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کو اس وقت پہنچی جبکہ آپ ابھی مسجد فضل لندن میں تھے اور نصف گھنٹے کے بعد آپ نے مسجد بیت الفتوح میں جمعہ کی ادائیگی کے لئے روانہ ہونا تھا۔ حضور انور جمعہ کی ادائیگی کے لئے مسجد بیت الفتوح تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی صفت اَلسَّلَام کے حوالہ سے خطبہ ارشاد فرمایا۔ (یہ خطبہ الفضل انٹرنیشنل کے اسی شمارہ کی زینت ہے)۔ حضور ایدہ اللہ نے اس میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابراہیم کے نام سے پکار کر سلام بھیجا تا کہ وہ تمام آگیں بھی اللہ تعالیٰ ٹھنڈی کر دے جو مخالفین نے آپ کے خلاف بھڑکائی تھیں۔ حضور انور نے اس ضمن میں فرمایا کہ:

"تاریخ شاہد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آپؑ کی زندگی میں جو بھی آگ بھڑکائی گئی وہ نہ صرف ٹھنڈی ہوئی بلکہ آپؑ کے لئے سلامتی کا پیغام لائی۔ سلامتی کا مطلب جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے خیر اور بھلائی لانا ہے۔ تو اس زمانے میں بھی مخالفت کی جو آگ دنیا کے کسی بھی خطے میں جماعت کے خلاف بھڑکائی گئی یا بھڑکائی جا رہی ہے وہ ضرور ٹھنڈی ہوگی انشاء اللہ۔ کیونکہ وہ کسی فرد کے خلاف نہیں بھڑکائی جا رہی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بھڑکائی جا رہی ہے۔ آپؑ کے ماننے والوں کے خلاف اس لئے بھڑکائی جا رہی ہے کہ انہوں نے اس زمانے کے امام کو قبول کیا۔ پس اس مخالفت کی وجہ سے اگر ان چھوٹی موٹی تکالیف میں جو آجکل بعض لوگوں کو بعض جگہوں پر برداشت کرنی پڑتی ہیں ہم مبتلا کئے جا رہے ہیں تو یہ بھی ایک امتحان ہے جس پر پورا اترنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ چاہے وہ سری لنکا میں ہو، بنگلہ دیش میں ہو یا پاکستان میں ہو، اس آگ نے یقیناً ٹھنڈا ہونا ہے انشاء اللہ۔ نہ صرف یہ ٹھنڈی ہوگی بلکہ سلامتی بھی لے کر آئے گی اور یہی ہمارے ایمان کا حصہ ہے"۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سری لنکا سے موصولہ خبر سے (جو آپ کو جمعہ پر آنے سے قبل ملی تھی) احباب کو آگاہ کرنے کے لئے بات شروع فرمائی۔ جو لوگ مسجد بیت الفتوح میں موجود تھے یا جنہوں نے ایم ٹی اے پر اس خطبہ کو دیکھا اور سنا ہے انہیں یاد ہوگا کہ اس موقع پر مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے ایک نوٹ حضور انور کی خدمت میں پیش کیا جس میں حضور انور کے بیت الفتوح میں تشریف لانے اور خطبہ کے دوران ظاہر ہونے والے حالات پر مشتمل تازہ ترین رپورٹ تھی۔ چنانچہ حضور انور نے اسے پڑھا اور مختصراً اس کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا:

"صبح اطلاع تھی کہ ہماری نگومبو (Nigombo) کی جو مسجد ہے وہاں 500 کے قریب لوگوں نے حملہ کیا اور 60 کے قریب جو وہاں اندر نمازی تھے ان کو یرغمال بنایا ہوا تھا۔ بہرحال ابھی دوبارہ اطلاع آئی ہے کہ پولیس نے کچھ ہمت کر کے (پہلے تو پولیس کے قابو نہیں آ رہے تھے) ان کو باہر نکال دیا ہے"۔

اللہ بہتر جانتا ہے کہ نماز جمعہ کے لئے روانگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ کو جو تشویشناک خبر ملی تھی اس نے آپ کے دل میں کتنا کرب پیدا کیا اور آپ نے خدائے قادر و مقتدر اور سمیع و مجیب کے حضور کیا کیا مناجات کیں کہ اس مختصر عرصہ میں ایک حیرت انگیز نشان ظاہر ہوا۔ اس کی قدرے تفصیلی اطلاع جو سری لنکا سے موصول ہوئی وہ نہایت درجہ روح پرور اور ایمان افروز ہے۔ اس میں درج تھا کہ:

"آج حضور انور کی قوت قدسی کا عجیب نظارہ ہم سب نے دیکھا کہ شدید خطرناک صورتحال تھی اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو معمولی اشتعال انگیزی خون خرابے کے لئے کافی تھی۔ حضور کے خطبہ سے پہلے تک کچھ علم نہ تھا کہ غروب آفتاب تک کون بچے گا۔ نہ تو پولیس ان ...... کو مسجد سے باہر نکالنے پر راضی اور قادر نظر آتی تھی نہ ہی ان کا کوئی ایسا پروگرام تھا۔ عین اُس لمحہ جب حضور نے جمعہ کی ادائیگی کے لئے مسجد بیت الفتوح میں قدم رکھا اور احباب کو **سلام** کہا تو اچانک نگومبو سے فون آنے شروع ہو گئے کہ ہجوم نکلنا شروع ہو گیا ہے اور حضور کا خطبہ شروع ہونے تک چند لمحوں کے اندر اندر ہی مسجد خالی ہو چکی تھی۔ فالحمدللہ کہ کسی ایک بھی احمدی کو کوئی خراش تک نہ آئی۔ خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے احباب پر سایہ کئے رکھا"۔

سبحان اللہ! الحمدللہ! ہمارا خدا کیسا قادر و توانا ہے اور اس کی قادرانہ تجلّیات خلافت حقّہ کی برکتوں سے کس شان سے جلوہ گر ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کئے گئے خدا تعالیٰ کی طرف سے سلامتی کے وعدے کس عظمت کے ساتھ اور کیسے جلیل القدر انداز میں آپؑ کے خلفاء کے ساتھ بھی پورے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ مسیح پاک کے خلیفۂ برحق کی زبان مبارک سے نکلنے والی سلامتی کی دعا سری لنکا کے ان مجبور و بےبس احمدیوں کے حق میں اسی لمحہ کس شان سے قبول ہوئی کہ ایک زبردست اعجازی نشان بن گئی۔ ہمارے دل خدا تعالیٰ کے احسانات پر جذبات تشکر سے چھلک رہے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ جتنی بڑی بڑی مخالفتیں ہوں گی اور جیسے خوفناک حالات کا سامنا ہوگا اس سے کہیں زیادہ قوت اور طاقت سے خدا تعالیٰ اپنے بندے کی معیت کے وعدوں کی چمکار دنیا کو دکھلائے گا اور انشاء اللہ ہر خوف امن میں بدلتا جائے گا اور اسلام احمدیت کا قافلہ خلفاء مسیح موعود علیہ السلام کی آسمانی و روحانی قیادت میں مستحکم و مضبوط قدموں کے ساتھ اور برق رفتاری سے شاہراہ غلبۂ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے گا کہ "ہے یہ تقدیر خداوندی کی تقدیروں سے"۔ اَللّٰهُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ وَاحْفَظْهُ وَانْصُرْهُ نَصْرًا عَزِیْزًا۔ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ (نصیر احمد قمر)

بقیہ: خلافت راشدہ اور اس کا آغاز
از صفحہ نمبر 4

اس کو لانے کی کوشش کرو۔ اگر انکار کرے تو اس کا مقابلہ کرو کیوں؟ کیونکہ وہ **سبیل المومنین** کو چھوڑ کر دوسرا طریق اختیار کر رہا ہے۔

دیکھو یہ کتنا واضح حوالہ ہے۔ حضرت امام علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ مشورہ مہاجرین اور انصار کا ہو چکا اور انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کو خلیفہ منتخب کیا اور انہوں نے ہی مجھ کو خلیفہ بنایا ہے اور میری بیعت کی ہے مشورے سے۔ اس لئے اے معاویہ! تیرا بھی فرض ہے کہ تُو بھی میری بیعت کرے اور میرے ساتھ شامل ہو جائے۔

❁......پھر اور دیکھئے۔ جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے کچھ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس گئے۔ یہ کشف الغمہ صفحہ 23 کا حوالہ ہے۔ انہوں نے کہا: مَدَّ یَدَکَ نُبَایِعُکَ۔ آپ ہماری بیعت لیں آپ ہمارے خلیفہ مقرر ہیں۔ ہم آپ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت امام مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے کیا فرمایا۔ فرمانے لگے لَیْسَ ذٰلِکَ اِلَیْکُمْ۔ لوگو! تم کیوں میرے پاس اکیلے دوکیلے ہو کر آ رہے ہو۔ یہ تمہارا کام نہیں ہے کہ آ کر مجھے کہو کہ آپ ہماری بیعت لے لیں۔ مَیں اس طرح تمہاری بیعت نہیں لے سکتا۔ یہ کام تو اہل بدر کا ہے جن لوگوں نے قربانیاں کی ہیں۔ بدر کے موقع پر جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر آگے گئے تھے۔ اب خدائی منشاء کے مطابق ان کو اختیار ہے جس کو چاہیں مشورہ کے ساتھ منتخب کریں۔ جس کو وہ پسند کریں گے وہ ان کے درمیان خلیفہ ہوگا۔ فَمَنْ رَضُوْا بِهٖ فَهُوَ خَلِيْفَةٌ۔ (کشف الغمّہ صفحہ 23)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر ان لوگوں کو واپس بھیج دیا۔ وہ چلے گئے۔ اس کے بعد راوی کہتے ہیں (شیعہ راوی ہیں) کہ جتنے بدری اس وقت زندہ تھے سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری بھی یہی رائے ہے کہ اس وقت خلافت کے آپ اہل ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں۔ کوئی موزوں آدمی نہیں۔ آپ ہی اس کے اہل ہیں۔ آپ ہاتھ پھیلائیں ہم آپ کی بیعت کریں گے۔ تب لوگوں نے بیعت کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خلافت کو قبول کیا۔

❁......ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتخاب "سبیل المومنین" کے طریق پر ہوا ہے۔ آیت ربانی کے مطابق ہوا ہے، خدا کی پیشگوئی کے مطابق ہوا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس سے اتفاق ہے۔ بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے لئے خلافت صدیقی اور خلافت فاروقی اور خلافت عثمانی کو بطور بنیاد کے قرار دیتے ہیں۔ اگر معاذاللہ یہ خلفائے راشدین نہیں ہیں تو ان کی خلافت اور ان کا انتخاب ناجائز ہوگا۔ اور اگر یہ انتخاب ناجائز ہے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کس طرح قائم ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہمارے شیعہ بھائیوں کو چاہئے کہ امام حَکَم عَدْل کے فیصلے کی روشنی میں وہ خلفاء ثلاثہ کو قبول کریں اور دل سے حضرت صدیق اعظم رضی اللہ عنہ کی شان کا اعتراف کریں۔ اس سے مسلمانوں میں وحدت پیدا ہوگی، اتفاق پیدا ہوگا، اسلام کی شوکت ظاہر ہوگی اور اسلام کے غلبہ کا دن جلد تر آئے گا۔

حضرت علیؓ نے پہلے تینوں خلفاءِ راشدین کی بیعت کی

بعض دوستوں کا یہ خیال ہے کہ یہ باتیں سُنّی صاحبان ہی کہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو خلفائے راشدین کو تسلیم نہیں کیا۔ ایسے دوستوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت گزرا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ گزرا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت گزرا، **ان تینوں خلافتوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہر خلیفہ کی بیعت کی** اور ان کے ساتھ عہدِ وفاداری باندھا اور ان کی زندگی بھر اطاعت کی اور ان کے احکام کو تسلیم کیا۔

❁...... ناسخ التواریخ جلد 2 صفحہ 449 پر لکھا ہے: "ثم مدّ یدہٗ فبایع" کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ بڑھا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

پھر منار الھدیٰ جو شیعہ صاحبان کی ایک نہایت مستند کتاب ہے اس کے صفحہ 372 پر لکھا ہے۔ حضرت امام مرتضیٰ فرماتے ہیں:

"فمشیت عند ذلک الی ابی بکر فبایعته ونهضت فی تلک الاحداث حتی زاغ الباطل وزهق وکانت کلمة الله هی العلیا وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ"۔

(منارة الهدیٰ مصنفه شیخ علی البحرانی صفحه 372)

کہ مَیں خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چل کر گیا اور مَیں نے آپ کی بیعت کی اور مَیں نے پوری جانفشانی کے ساتھ اُن حالات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ بٹایا، ان کی مدد کی اور دشمنان اسلام کا اُن کے ساتھ مل کر مقابلہ کیا یہاں تک کہ باطل شکست کھا گیا اور خدا کی بات پھر بلند ہو کر رہی۔ كَانَتْ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔

آپ سورۃ الانفال کی وہ آیت پھر پڑھیں جہاں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا تھا۔ غار ثور کے ذکر کے ساتھ ہی فرماتا ہے وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى۔ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا (التوبة:40)۔ اللہ فرماتا ہے کہ اس نبی کے ذریعہ سے جو شان قائم ہوئی ہے ہجرتِ مکّہ سے اس میں خدا کی بات پوری ہوگی۔ پھر جو بات کہی تھی حضرت ابوبکر صدیق کو کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا سو ایک اور مرتبہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ثابت کرے گا اور اس کی پیشگوئی غالب اور بلند ہوگی اور پوری ہوگی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اعتراف کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حادثات پیش آئے انہوں نے ہمت اور جانفشانی کے ساتھ خدائی تائیدوں کو جذب کیا حتّٰی کہ یہ صورت پیدا ہوگئی زَاغَ الْبَاطِلُ وَزَهَقَ وَكَانَتْ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا۔ پھر خدا کی بات بلند ہوئی اور باطل شکست کھا گیا۔ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔ کافر پسند کریں یا نہ کریں۔ خدا کی بات بہرحال پوری ہوتی ہے۔

آپ کے سامنے یہ حوالجات بھی ہیں۔ اور تاریخ بھی کُھلی ہوئی شہادت دیتی ہے۔

سچے خلفاء کی علامات

قرآنی آیت کہتی ہے لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ۔ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ کافی تھا خدا فرما دیتا لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کہ اُن کو خلیفہ بنائے گا۔ "فِي الْاَرْضِ" کا اضافہ کیوں ہوا ہے؟ اس کی اور بھی تفسیریں ہیں۔ ایک اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ یہ بتانا چاہتا ہے کہ یہ خلفاء جو محمد عربی ﷺ کے بعد فی الفور خلافت راشدہ کے وجود کے مظہر ہونے والے ہیں ان کے ذریعہ سے اسلام کو اس زمین میں شوکت نصیب ہوگی۔

پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے بعد ایک فتنہ عرب کی اندرونی سرزمین میں واقع ہوا اور وہ فتنہ یہ تھا کہ لوگ مرتد ہوئے، مسیلمہ کذاب کا لشکر کھڑا ہو گیا اور لوگوں نے زکوٰۃ تک دینے سے انکار کر دیا اور اس قسم کے حالات پیدا ہوئے جن حالات میں ایک بہت بڑا لشکر جرّار، بیس ہزار کی فوج کا لشکر جرّار شام کی سرحدوں پر بھیجنے کا حکم دیا جاتا لوگوں کی نظر میں ایک عجیب بات تھی۔

واقعہ یہ تھا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وصال سے قبل حضرت اسامہ بن زیدؓ کی قیادت میں مسلمانوں کا ایک لشکر جرّار شام کی سرحدوں پر بھیجنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ حضورؐ کا وصال ہو گیا۔ عرب کے اندر غیر معمولی انقلاب پیدا ہو گیا۔ حالات بدل گئے۔ لشکر اسامہؓ کا بھیجا جانا بظاہر حالات نامناسب معلوم ہوتا تھا حتی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جن کی سیاست دانی کو یورپ بھی تسلیم کرتا ہے انہوں نے بھی خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ اے خلیفۂ رسول! حالات کا تقاضا یہ ہے کہ اس لشکر کے بارہ میں کچھ تبدیلی کر دی جائے، کچھ انتظار کیا جائے، کچھ توقف کیا جائے مگر وہ جس کے کان میں رسولؐ کے الفاظ گونجتے تھے جو غار ثور میں رسولؐ کی زبان مبارک سے سن چکا تھا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا خدا تمہارے ساتھ ہوگا، خدا کی معیت تیرے ساتھ ہوگی اس نے کہا نہیں اے عمر! یہ بات نہیں ہو سکتی۔ ابن ابی قحافہ، مَیں ایک عاجز انسان، پیغمبر علیہ السلام کے فیصلے کو ردّ کر دوں ناممکن بات ہے۔ جو بات خدا کا رسول کہہ کر وفات پا گیا وہ آخری اور اٹل بات ہے۔ وہ لشکر جائے گا اور ضرور جائے گا اور کوئی صورت نہیں ہے کہ لشکر اسامہؓ کو روکا جائے۔

لوگوں نے کہا کہ اسامہ نوجوان ہیں، بعض پرانے بزرگ اس لشکر میں شامل ہیں کم از کم زعامت تو بدل دیجئے، کچھ تبدیلی ہو جائے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ہرگز ممکن نہیں۔ جس کو خدا کے رسول نے مقرر کیا ہے ابن ابی قحافہ اس کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ اسامہ ہی کی قیادت میں لشکر جائے گا اور ضرور جائے گا۔

آپ لشکر کو رخصت کرنے کے لئے مدینہ سے باہر چلے۔ اُسامہؓ کو سوار کرایا خود ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیدل چل رہے ہیں۔ اسامہؓ بار بار عرض کرتے کہ اے خدا کے رسول کے خلیفہ! یا تو آپ بھی سوار ہوں یا مجھے اترنے کی اجازت دیں۔ فرمایا نہیں! نہ یہ ہوگا نہ وہ ہوگا۔ یعنی نہ مَیں سوار ہوں گا اور نہ تُو پیدل چلے گا۔ تجھے مَیں لشکر کے سامنے اس اعزاز سے مفتخر کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان مخالف حالات میں اس فتنہ کی صورت میں حضرت اُسامہؓ کا لشکر روانہ کر دیا۔ تو یہ جو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حالات پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے بعد پیدا کر دئے اور مسلمانوں کے لئے ایک مشکل پیدا ہو گئی خدا تعالیٰ چاہتا تھا کہ اس مشکل کا حل بھی خلافت کے ذریعہ سے ہو۔

پھر ایک اور بڑی مشکل مسلمانوں کے لئے درپیش تھی وہ قیصر اور کسریٰ کی دو عظیم سلطنتیں تھیں جو اسلامی سلطنت کو نگل جانا چاہتی تھیں۔ پہلے تو لوگ سمجھتے تھے کہ یہ ایک عارضی سی بات ہے، چند روزہ بات ہے، عرب کے لوگوں کا کیا نظام چلے گا۔ لیکن جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ تو کوئی معمولی حادثہ نہیں ہے یہ تو ایک عظیم آسمانی تجلی ہے جس نے ان لوگوں میں اتحاد اور وحدت پیدا کر دی ہے، ان میں ایک قوت قدسیہ بھر دی ہے اور یہ مشرق و مغرب میں جہاں جاتے ہیں فاتح اور غالب ہوتے جاتے ہیں تب انہیں خوف پیدا ہوا اور قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں نے تجویز کی کہ عرب کی سرزمین پر حملہ آور ہو کر اس اسلامی سلطنت کو کچل دیا جائے، تہس نہس کر دیا جائے۔

اب دو عظیم خطرے مسلمانوں کے لئے درپیش تھے اللہ تعالیٰ نے بیرونی خطروں کے لئے بھی خلافت کو مقرر کیا اور اندرونی خطروں کی تطہیر کے لئے بھی اور ان کے ازالہ کے لئے بھی خلافت کو مقرر فرمایا۔ خلافتِ صدیقی پہلے فتنہ یعنی اندرونی فتنہ کے انسداد کے لئے مقرر ہوئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ زکوٰۃ کے احکام میں نرمی کا کوئی سوال ان کے لئے قابل توجہ نہ تھا۔ انہوں نے شریعتِ اسلامیہ کو پورے طور پر نافذ کیا کیونکہ

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

میراج
ہوٹل اینڈ بینکویٹ ہال لاہور
MIRAGE HOTEL LAHORE
Stay with Comfort
21 Lake Road, Old Anarkali, Lahore.
Tel: 042-7238133-35 7238126-27 Fax: 042-7246344
www.miragelahore.com
Email: reservations@miragelahore.com
Email your Reservation now!

MOT
Cars: £38 Vans: £40
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

خدا فرماتا ہے لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ میں زمین میں ثابت کروں گا کہ مَیں نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا ہے ہمَیں نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا ہے، مَیں نے عثمانؓ کو خلیفہ بنایا ہے۔

غلط کار لوگ کہتے ہیں کہ یہ خلفاء نہیں تھے۔ اپنی تدبیروں سے خلیفہ بن گئے تھے۔ یہ قول غلط ہے، جھوٹ ہے۔ خدائے آسمان شہادت دیتا ہے لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ مَیں نے ان کو خلیفہ بنایا ہے۔ رہتی دنیا تک ان کے استخلاف کو دنیا میں قائم کیا جائے گا۔

چودہ سو برس تک لوگ مقابلہ کرتے رہے اس عقیدہ کا۔ آج اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے جس کو حَکم عدل بنا کر بھیجا اس نے بھی یہ شہادت دے دی کہ نہیں حضرت ابوبکرؓ ضرور خلیفہ بُرحق تھے، حضرت عمرؓ خلیفہ بُرحق تھے، حضرت عثمانؓ خلیفہ بُرحق تھے۔

❁...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُم کہ خلفاء کی ایک علامت یہ ہے کہ جو خدا کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں جو دین اللہ تعالیٰ ان کے لئے پسند فرما چکا ہے وہ ان کے ذریعہ سے دنیا میں استحکام پذیر ہوتا ہے۔

یہ ایک ایسی علامت ہے جس کو اندھے بھی دیکھ سکتے ہیں۔ ساری تاریخ اور دنیا کی سب شہادتوں سے ثابت ہے کہ خلفاء راشدین کے ذریعہ ہی دین کو تمکنت نصیب ہوئی۔ آج ہمارے زمانہ میں بھی کچھ لوگ لاہور میں کچھ لوگ اِدھر اُدھر بیٹھے ہوئے اشتہار اور تحریریں شائع کرتے رہتے ہیں، وسوسہ اندازی کرتے ہیں، فتنہ پیدا کرتے ہیں اور وَالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَة کی حیثیت اختیار کرتے ہیں مگر خدا فرماتا ہے یہ باتیں خلافتِ صدیقی میں بھی ہو چکی ہیں۔ خلافت فاروقی میں بھی ہو چکی ہیں۔ مگر دیکھو میرا قانون یہ ہے وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُم خلیفہ راشد کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے اس دین کو دنیا میں غالب کرتا ہے جس دین کو اس نے مسلمانوں کے لئے منتخب فرمایا ہے، مقرر فرمایا ہے۔

غور کرو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ کتنا دینِ اسلام غالب آیا ہے، کس طرح اکناف عالم میں پھیل گیا۔ سارا عرب پھر نئے سرے سے مسلمان ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صرف دو جگہ پر نماز باجماعت ہوتی تھی لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عزم پر نہیں بلکہ خدائی تائیدات (جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے شامل حال تھیں) کے نتیجہ میں سارا عرب شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک پھر نعرۂ توحید سے گونج اٹھا۔ کیا یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صداقت کی دلیل نہیں ہے؟ کیا یہ اس بات کی علامت نہیں ہے کہ خدائے ذوالجلال نے جو یہ فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُم کہ مَیں اس دین کو ان کے ذریعہ سے قائم کروں گا۔ وہ خلافتِ راشدہ کے ذریعہ پورا ہوا اور ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

آج کے وہ لاہور والے یا اَور دوسرے ذرا آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح احمدیت کو جو نیا دین نہیں ہے بلکہ چودہ سو سال پہلے کا ہی اسلام ہے مگر اس کی اس تفسیر کے ساتھ جو حضرت احمد علیہ السلام نے بیان کی ہے کس طرح دنیا میں غالب کر رہا ہے۔ مشرق میں، مغرب میں، یورپ میں، ایشیا میں، افریقہ میں، کیا یہ اس بات کی علامت نہیں ہے کہ آج بھی اللہ تعالیٰ خلیفۂ راشد کی تائید و نصرت فرما رہا ہے۔ تم اندھے ہو، تمہارے دلوں میں روشنی اور بصیرت نہیں ہے، آنکھیں کھول کر دیکھو۔ خدا کی کتاب یہ کہتی ہے وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُم۔ خدا کی تائید اس خلیفہ راشد کے لئے ثابت ہو گی جس کے دین کو اللہ دنیا میں غالب کرے گا۔ معمولی وسوسے، شرارتیں دنیا کرتی رہتی ہے اور کچھ بشری تقاضے ہیں جو پورے ہوتے ہی رہتے ہیں مگر خدا کا کلام سچی گواہی دیتا ہے کہ خلیفہ راشد کی علامت یہ ہے وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُم۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں سب باتیں پوری ہو چکی ہیں۔

❁...... پھر اسی آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک علامت یہ ہے وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا کہ اللہ تعالیٰ خلفاء اور ان کے ساتھیوں کے خوف کو امن سے بدلتا ہے۔ خوف ضرور آتا ہے، فتنے ضرور پیدا ہوتے ہیں مگر اللہ کی سنت یہ ہے کہ خلافت کے وجود کے ذریعہ سے، خلافت راشدہ کے ذریعہ سے اُن کا خوف امن سے بدل دیتا ہے۔

تاریخ اسلام کو دیکھ لو جس طرح سے خوف آیا وہ ایسا سیل رواں تھا کہ انسان دہشت زدہ ہو گئے لیکن خدا تعالیٰ نے جس طرح خلافتِ صدیقی کی تائید فرمائی، جس طرح زبردست نشانوں کے ساتھ دلوں کو پھیر کے رکھ دیا وہ اس بات کی واضح علامت ہے کہ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا اُن کے خوف کو اللہ تعالیٰ نے پورے امن کے ساتھ بدل دیا تھا۔

پھر خلفاء کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ بُت پرستی کو مٹا کر توحید کو قائم کرواتا ہے۔ جس طرح نبی توحید کا علمبردار ہوتا ہے اسی طرح خلفاء راشدین توحید کے علمبردار ہوتے ہیں۔ بے شک وہ ذرائع اور سامانوں سے کام لیتے ہیں، بے شک وہ جماعتی تنظیموں پر زور دیتے ہیں، بے شک وہ احبابِ جماعت کو توجہ دلاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْن۔ وہ توحید پر قائم ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی توحید پرستی دیکھو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توحید پرستی کو دیکھو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی توحید پرستی کو دیکھو پھر اس کے بعد کس طرح تم کہہ سکتے ہو کہ ان لوگوں کو ہم خلیفہ نہیں مانتے اور یہ خلافت کے حقدار نہیں ہیں۔

مَیں اب آخر میں دو حوالے پیش کرتا ہوں۔

(1) حضرت امام جعفر علیہ السلام کو جو شیعہ حضرات کے ہاں ایک برگزیدہ امام ہیں اور ہم بھی ان کو ایک امام بزرگ مانتے ہیں ان کا قول ہے۔ اُن سے کسی نے پوچھا کہ تلوار کو زیور کے ساتھ آراستہ کرنا، اس کے پکڑنے کی جگہ یعنی مقبض پر چاندی چڑھانا جائز ہے؟ ھَلْ یَجُوْز۔ قَالَ نَعْم۔ انہوں نے کہا جائز ہے۔ کیوں جائز نہیں۔ وَقَدْ حَلّٰی اَبُو بَکر الصِّدِّیْقُ سَیْفَہٗ بِالْفِضَّةِ۔ جواز کی دلیل تم پوچھتے ہو۔ اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو گا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی تلوار کو چاندی کے ساتھ مزین کیا تھا۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک کام کرتے ہیں تو اس کے عدم جواز کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔ وہ تو بالکل واضح جائز ہے۔ فقال الراوی سننے والے نے کہا ھَلْ تَقُوْلُ ھٰکَذَا۔ آپ شیعہ امام ہیں ہمارے لئے قابل صد احترام ہیں آپ ابوبکرؓ کو صدیق کہتے ہیں؟ لکھا ہے فَوَثَبَ الْاِمَامُ عَنْ مَکَانِہٖ۔ حضرت امام جعفرؒ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے جوش میں اور فرمانے لگے نَعْم اَلصِّدِّیْق، نَعْم اَلصِّدِّیْق۔ ہاں مَیں حضرت ابوبکرؓ کو صدیق مانتا ہوں، ہاں مَیں حضرت ابوبکرؓ کو صدیق مانتا ہوں۔ وَمَنْ لَّمْ یَقُلْ لَّہٗ الصِّدِیْق جو شخص حضرت ابوبکرؓ کو صدیق نہ کہے فَلَا صَدَقَ اللّٰہُ قَوْلَہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَة۔ اللہ اس کی بات کو دنیا اور آخرت میں سچا نہ کرے۔ (کشف الغمه عن معرفة الائمة)

(2) صافی شرح اصول کافی میں جو شیعہ صاحبان کی ایک معتبر کتاب ہے۔ لکھا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایران فتح ہوا تو یزدجر کی بیٹی بھی دربار خلافت میں پیش ہوئی۔ اسے حضرت امام حسینؓ کی زوجیت میں دیا گیا اور حضرت علیؓ نے اس کا نام شہربانو تجویز فرمایا اور ان سے ایک بہترین بیٹے کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ (صافی شرح اصول کافی کتاب الحجّة جزء 3 حصہ دوم صفحہ 204 مطبوعہ نولکشور) اس سے ظاہر ہے کہ سادات کا سارا سلسلہ ہی جس نیک خاتون سے شروع ہوا ہے وہ خلافتِ فاروقی کی فتوحات کا ایک مبارک ثمرہ ہے۔ مقام غور ہے کہ اگر خلافت فاروقی ہی جائز نہیں تو اس کے ثمرات کیونکر جائز ہو سکتے ہیں؟ پس درست یہی ہے کہ خلفاء راشدین برحق تھے۔ اعتراضات غلط اور بعد کی ایجاد ہیں۔

وقت چونکہ ختم ہو رہا ہے مَیں صرف ایک حوالہ حضرت مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ کا پڑھتا ہوں۔ آپ کی کتاب ”خلافت راشدہ“ اس قابل ہے کہ تمام مسلمان پوری توجہ کے ساتھ اس کو پڑھیں۔ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ کی عزت، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت آپ کی زندہ نبوت کی عزت اسی میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی خلافتوں کو سچے ایمان اور کامل یقین سے قرآن شریف کی پیشگوئیوں کے مطابق موعودہ خلافتیں تسلیم کیا جائے اور سچ پوچھو تو اس تسلیم اور اعتراف سے کسی کا خدا پر احسان ہی کیا ہے؟ خدا تعالیٰ کے کام نے سر چڑھ کر منوا دیا ہے کہ وہ خلافتیں موعودہ خلافتیں ہیں“۔

(خلافت راشده حصه دوم صفحه 48)

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين ۔

(بشكريه ماهنامه الفرقان ربوه ۔ جنوری /فروری 1962ء)

❁❁❁❁❁❁❁

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

DEAN MANSON SOLICITORS

We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation

CONTACT

MUZAFFAR MANSOOR & EJAZ BAIG

243-245 MITCHIM ROAD-TOOTING, LONDON SW17 9JQ

TEL: 020 8767 5000 — FAX: 020 8767 0456

EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

First Minute Reiseburo

خوشخبری۔ پاکستان، انڈیا، انگلینڈ، USA، کینیڈا اور جماعتی فنکشن پر جانے والوں کے لئے خصوصی رعایت۔

دنیا بھر میں کہیں بھی بذریعہ ہوائی جہاز یا بحری جہاز سفر کرنے کے لئے جرمنی بھر میں اب آپ گھر بیٹھے چند لمحوں میں ٹیلی فون، SMS اور ای میل کے ذریعہ OK ٹکٹ حاصل کریں۔ مزید معلومات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

Liaqat Ali Shamsi & Afzal

Tel: 0611-4504569 Fax: 0611-4504573 Mob: 0170-6565946
E-mail: jmafzal@gmail.com Web: www.f-tur.de
Address: First Minute Reiseburo, Rheinstr.17, 65185 Wiesbaden (Germany)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

فریق لاہور کے اکابر کی مرکز سلسلہ سے علیحدگی کا بنیادی سبب
(غیر مبایعین کے اپنے اعترافات کی روشنی میں)

(1)

یہ ایک ٹھوس سوال ہے کہ فریق لاہور کے اکابر، جناب مولوی محمد علی صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب، ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب وغیرہم جو 1914ء تک کھلے بندوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کرتے تھے اور واضح طور پر چھ سال تک حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسیح الاوّل تسلیم کرتے رہے، 1914ء میں یکا یک دوسرے خلیفہ کی خلافت کو ماننے سے کیونکر منکر ہو گئے؟ اس انکار کے اسباب وموجبات کیا تھے؟

مَیں اس سوال کا جواب غیر مبایع اصحاب کے اپنے اعترافات کی روشنی میں دینا چاہتا ہوں۔ مجھے کامل یقین ہے کہ اختلافات سلسلہ کی تاریخ لکھنے والا ہر مؤرخ ان حوالہ جات و اعتراضات کی روشنی میں اسی نتیجہ پر پہنچے گا جس پر مَیں پہنچا ہوں۔ بات یوں ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری دو اڑھائی سال میں انجمن کے معرض وجود میں آنے پر اس کے کرتا دھرتا جناب مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب تھے۔ شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر بالخصوص مولوی محمد علی صاحب نے یہ مذہب بنالیا تھا کہ انجمن انتظام سلسلہ میں مختار مطلق ہے۔ مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ:

”میرا مذہب تو شروع سے یہی ہے کہ انتظامِ سلسلہ میں (بجز انجمن) کسی اور شخص کو دخل نہیں“۔

(پیغام صلح، 2/ اپریل 1914ء)

یہی وجہ تھی کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی بیعت ہونے لگی تو مولوی صاحب نے کہا کہ: ”اس کی کیا ضرورت ہے۔ جو لوگ نئے سلسلہ میں داخل ہوں گے انہیں بیعت کی ضرورت ہوگی“۔ (حقیقت اختلاف صفحہ 29)

مکرم خواجہ صاحب نے انہیں سمجھایا کہ:

”وقت بڑا نازک ہے ایسا نہ ہو کہ جماعت میں تفرقہ پیدا ہوجائے“۔

اس پر جناب مولوی صاحب نے حضرت خلیفہ اوّل کی بیعت تو کرلی مگر دل میں خلش باقی رہی اور اندر ہی اندر مواد پکتا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے بیعت لینے سے پہلے فرمایا کہ:

”ممکن ہے کہ بعض باتیں جو مَیں منواتا ہوں وہ کسی کی مرضی کے برخلاف ہوں پس اگر تیار ہو کہ میرا کہنا مانو تو مَیں اسے منظور کرتا ہوں تم پھر سوچ لو“۔

(اخبار بدر، 2/جون 1908ء صفحہ 6)

چنانچہ اکابر جماعت نے اپنے دستخطوں سے مندرجہ ذیل تحریر پیش کی کہ:

”حضرت مولوی صاحب کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا“۔

(بدر 2/جون 1908ء)

مولوی محمد علی صاحب نے تحریر کیا کہ:

”حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت ہم لوگوں نے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں کی۔ اور اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح کے جملہ احکام کو خواہ وہ مسائل کے بارہ میں ہوں یا کسی اور بارے میں ان سب لوگوں کے لئے ماننا ضروری قرار دیا گیا جنہوں نے آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی“۔

(ٹریکٹ ”ایک نہایت ضروری اعلان“ صفحہ 10)

(2)

واقعات بتلاتے ہیں کہ حضرت خلیفۂ اوّل کے چھ سالہ عہد خلافت میں مولوی محمد علی صاحب کا یہ مذہب کہ انتظام سلسلہ میں (بجز انجمن) کسی اور شخص کا دخل نہیں اندر ہی اندر جوش مارتا رہا اور حضرت خلیفۂ اوّلؓ کے لئے بعض وقت پریشانی اور تکلیف کا بھی موجب بنتا رہا۔ شروع سے مولوی محمد علی صاحب کا عقیدہ تھا کہ:

”ہمارے نزدیک انجمن حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی جانشین ہے اور وہ امیر یا خلیفہ کو مقرر بھی کرسکتی ہے اور اسے معزول بھی کرسکتی ہے............ انجمن کا اختیار ہے کسی کو ایک سال کے لئے مقرر کردے یا دس سال کے لئے یا ساری عمر کے لئے“۔ (اخبار ’پیغام صلح‘ 12/مئی 1942ء)

اس لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے احمدیہ بلڈنگس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

(الف): ”اگر کوئی کہے انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں، تم ان سے بچو۔ پھر سُن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے، نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ مَیں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ مَیں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رِدا کو مجھ سے چھین لے“۔

(بدر 4/جولائی 1912ء)

(ب): ”خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ مَیں جب مروں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کرے گا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہوسکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو کہ میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں کو تم کو مرتدوں کی طرح سزا دیں گے“۔ (بدر 11/جولائی 1912ء)

(ج): ”مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے“۔ (بدر 4/جولائی 1912ء)

(د): ”جس طرح ابوبکر اور عمر خلیفہ ہوئے رضی اللہ عنہما اسی طرح پر خدا نے مجھے مرزا صاحب کے بعد خلیفہ کیا“۔

(بدر 11/جولائی 1912ء)

(ھ): ”جو حضرت صاحبؑ کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں۔ جن امور پر حضرت صاحبؑ نے گفتگو نہیں کی ان پر بولنے کا تمہیں خود کوئی حق نہیں جب تک ہمارے دربار سے تمہیں اجازت نہ ملے۔ پس جب تک خلیفہ نہیں بولتا یا خلیفہ کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا ان پر رائے زنی نہ کرو۔ (بدر 11/جولائی 1912ء)

ظاہر ہے کہ حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ نے یہ کبھی تسلیم نہیں فرمایا کہ انجمن نے ان کو خلیفہ بنایا ہے یا وہ کسی طرح سے بھی انجمن کے ماتحت ہیں۔ آپ نے ہمیشہ یہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور مَیں جماعت اور انجمن کے لئے ویسا ہی مطاع ہوں جیسا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ خلیفہ کے اس صحیح مقام کو آپ نے اپنے عہد خلافت میں ایسا واضح فرمایا کہ اکابر فریق لاہور دل میں خواہ کچھ ہی کیوں نہ کہتے ہوں مگر انہیں اعلان اسی اقرار کا کرنا پڑا کہ:

”ساری قوم کے آپ مطاع ہیں اور سب ممبران مجلس معتمدین آپ کی بیعت میں داخل اور آپ کے فرمانبردار ہیں“۔

(پیغام صلح۔ 4/دسمبر 1913ء)

(3)

واقعات کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے جس سے اکابر فریق لاہور کے رویہ اور علیحدگی کے بنیادی سبب پر روشنی پڑتی ہے اس کے لئے مندرجہ ذیل حوالہ جات کو غور سے ملاحظہ فرمائیے:

❁...... حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے 27/مئی 1908ء کو بیعت کے بعد پہلی تقریر میں فرمایا کہ:

”مَیں چاہتا تھا کہ حضرت کا صاحبزادہ میاں محمود احمد جانشین بنتا اور اسی واسطے مَیں ان کی تعلیم میں سعی کرتا رہا“۔

(بدر 2/جون 1908ء صفحہ 6)

❁...... حضرت خلیفہ اوّلؓ نے 1911ء میں سخت بیمار ہوجانے کے باعث ایک وصیت لکھوائی اس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ:

”اپنی بیماری میں یعنی 1911ء میں جو وصیّت آپ نے لکھوائی تھی اور جو بند کر کے ایک خاص معتبر کے سپرد کی تھی اس کے متعلق مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس میں آپ نے خلیفہ ہونے کے لئے میاں محمود احمد صاحب کا نام لکھا تھا“۔ (رسالہ ’حقیقت اختلاف‘ صفحہ 69)

❁...... حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ نے 1912ء میں احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

(الف): ”مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود، بشیر، شریف، نواب ناصر، نواب محمد علی خان کرتا ہے تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا۔ مَیں کسی لحاظ سے نہیں کہتا بلکہ مَیں ایک امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں“۔

(اخبار بدر 4/جولائی 1912ء)

(ب): ”میاں محمود بالغ ہے اس سے پوچھ لو کہ وہ سچا فرمانبردار ہے۔ ہاں ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ سچا فرمانبردار نہیں۔ مگر نہیں۔ مَیں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا سچا فرمانبردار ہے اور ایسا فرمانبردار کہ تم میں سے ایک بھی نہیں“۔

(بدر 4/جولائی 1912ء)

❁...... حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ پسر موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہی ہیں۔ چنانچہ آپ نے حضرت پیر منظور محمد صاحب سے اس کی توثیق کرتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا کہ:

”کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں“۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان، مئی 1914ء صفحہ 28)

❁...... حضرت خلیفۃ اوّلؓ نے مصر میں شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کو تحریر فرمایا کہ:

”تمہیں وہاں کسی شخص سے قرآن پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ جب تم واپس قادیان آؤ گے تو ہمارا علمِ قرآن پہلے سے بھی انشاء اللہ بڑھا ہوا ہوگا اور اگر ہم نہ ہوئے تو میاں محمود سے قرآن پڑھ لینا“۔ (الفضل یکم اپریل 1914ء)

❁...... حضرت خلیفۂ اوّلؓ نے خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار بدر 27/جولائی 1910ء میں فرمایا:

”ایک نکتہ قابل یاد سنائے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے مَیں باوجود کوشش کے رُک نہیں سکتا وہ یہ ہے کہ مَیں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ ان کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے۔ 78 برس تک انہوں نے خلافت کی۔ 22 برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے۔ یہ بات یاد رکھو کہ مَیں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے کہی ہے“۔

❁...... حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے 1914ء میں اپنی وفات سے چندروز قبل فرمایا:

”خلیفے اللہ ہی بناتا ہے میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا“۔ (اخبار پیغام صلح۔ 24/فروری 1914ء)

❁...... حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے وفات سے قبل اپنی وصیت لکھی جو حاضرین کو سنائی گئی۔ لکھا ہے:

”جب وصیت لکھ چکے تو آپ نے مولوی محمد علی صاحب کو فرمایا کہ سب کو سنا دیں۔ انہوں نے کھڑے ہو کر سب سامعین کو باآواز بلند سنا دیا۔ پھر وہ بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ تین دفعہ پڑھو۔ چنانچہ پھر مولوی محمد علی صاحب نے اُٹھ کر دوبارہ اَور پڑھ کر حاضرین کو سُنایا۔ اس کے بعد حضرت صاحبؓ نے فرمایا کہ کوئی اَور ضروری امر رہ گیا ہو تو بتاویں مَیں لکھ دوں۔ مولوی محمد علی صاحب اور جملہ احباب نے عرض کی کہ اَور کوئی ایسا امر نہیں“۔

(ضمیمہ پیغام صلح۔ مارچ 1914ء)

(4)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی وصیت کے اعلان کے بعد جو الٰہی مصلحت کے ماتحت جناب مولوی محمد علی صاحب سے کروایا گیا اب دوٹوک فیصلہ کا مرحلہ آ گیا۔ حالات وواقعات سے واضح تھا کہ ”لاہوریوں“ کی تمناؤں کے برخلاف جماعت احمدیہ میں مستقل طور پر خلافت کا سلسلہ قائم ہورہا ہے اور حضرت خلیفہ اوّلؓ کے بعد خلیفۂ دوم بھی اسی پوزیشن اور انہیں اختیارات کا مالک ہوگا جو حضرت خلیفہ اوّلؓ کو حاصل تھے۔ اس پر ”لاہوری“ صاحبان گھبرا اٹھے اور پہلے تو انہوں نے یہ ”شور“ مچایا کہ سلسلہ احمدیہ میں خلافت کیسی؟ چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب (خسر جناب مولوی محمد علی صاحب) تحریر کرتے ہیں کہ:

”آپ (حضرت مسیح موعودؑ) کی وفات سے چھ برس بعد جب لاہوریوں نے شور مچایا کہ خلافت کیسی؟ خلافت تو نبوت کی ہوا کرتی ہے اور مسیح موعودؑ کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا“۔

(اخبار پیغام صلح 9/فروری 1940ء صفحہ 6)

ظاہر ہے کہ یہ بالکل بے وقت کا شور تھا۔ چھ برس تک حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ اوّل ماننے کے بعد خلیفۂ دوم کے ماننے سے سرتابی کے لئے اس عذر میں ذرّہ بھر معقولیت نہ تھی۔ جب خلافت اولیٰ کو تسلیم کیا تھا تو نبوت مسیح موعودؑ کی بنا پر ہی تسلیم کیا تھا۔ اب خلافت ثانیہ سے انکار کیوں؟ اس ”شور“ کی غیر معقولیت ان الفاظ سے ہی عیاں

ہے جن میں اکابر فریق لاہور نے یہ شور مچایا تھا۔

مولوی محمد علی صاحب نے لکھا کہ:

"جب تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ خلافت کا سلسلہ چند روزہ ہوتا ہے تو کس طرح یہ امر قابل تسلیم ہے کہ اگر ایک شخص کی بیعت کرلی تو اب آئندہ بھی کرتے جاؤ"۔

(پیغام صلح۔ 2/اپریل 1914ء)

جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے لکھا کہ:

"کیا یہ خدا کا ارشاد ہے کہ سلسلہ احمدی بالضرور ہمیشہ ایک خلیفہ کے ماتحت رہے گا۔ جو ایسا خیال کرتا ہے وہ نادان اور بے وقوف ہے"۔ (پیغام صلح۔21/اپریل 1914ء)

مدیر پیغام صلح نے لکھا کہ:

"اب آئندہ کے واسطے اس خلافت کا رواج دینا ہی ایک بہت خطرناک ہے"۔ (پیغام صلح۔ 29/مارچ 1914ء)

معزز قارئین! لاہوریوں کا یہ شور سراسر بے اثر ثابت ہوا اور انہوں نے فوراً محسوس کرلیا کہ ہمارا یہ داؤ نہیں چل سکتا۔ جماعت احمدیہ میں سلسلۂ خلافت تو ضرور جاری ہوگا۔ تب ان ہوشیار لاہوریوں نے دوسرا رُخ بدلا اور وہ یہ کہ انہوں نے کہا کہ خلیفہ تو بے شک ہو مگر ہمیں اس کی بیعت نہ کرنی پڑے اور وہ انجمن کے معاملات میں بالکل دخل نہ دے۔ اس کے لئے آپ حوالہ جات ذیل توجہ سے ملاحظہ فرمائیں:

اوّل: جناب مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:

"اس وقت ہمارے اندر جو اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ ایک فریق کہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد قیامت تک خلفاء کا ایک سلسلہ ہوگا جن میں سے ہر ایک خلیفہ نہ صرف ساری قوم کا مطاع ہوگا بلکہ اس کے ہاتھ پر تمام احمدیوں کو خواہ وہ دنیا کے کسی کونہ میں ہوں بیعت کرنی ضروری ہوگی اور جو بیعت نہیں کریں گے وہ فاسق ہوں گے۔ اور دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ نہ صرف خلفاء کا سلسلہ لازمی نہیں بلکہ یہ چل نہیں سکتا اور کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریریں اس بات کی شاہد ہیں کہ انہوں نے اپنے بعد کسی فردِ واحد خلیفہ کی اطاعت کو ضروری قرار نہیں دیا بلکہ اصلی جانشین اور ساری قوم کا مطاع ایک انجمن کو قرار دیا ہے"۔

(ضمیمہ اخبار پیغام صلح۔ 2/اپریل 1914ء)

دوم: غیر مبایعین کے نمائندہ مناظر اختر حسین صاحب نے 1937ء میں راولپنڈی کے تحریری مناظرہ میں لکھا ہے کہ:

"ہمیں اگر شخصی خلافت سے اختلاف ہے تو وہ اس بنا پر ہے کہ اس کو یہ حیثیت دی جاتی ہے کہ وہ انجمن پر حاکم کی حیثیت سے ہوگی"۔

(مباحثہ راولپنڈی صفحہ 68)

سوم: غیر مبایعین کے اخبار "ینگ اسلام" لاہور نے لکھا ہے کہ:

"سارا تنازع تو یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے لیڈر کی پوزیشن مطلق العنان و مطاع الکل حاکم کی حیثیت ہو یا وہ صحیح اسلامی نظام جمہوریت کا پابند ہو۔ یہ وہ بنیادی مسئلہ ہے جو جماعت احمدیہ میں تمام اختلافات و تنازعات کے لئے بطور جڑ کے ہیں اور جماعت احمدیہ کا ہر وہ فرد جو مطلق العنانی کے اصول کے خلاف ہے وہ درحقیقت جماعت احمدیہ لاہور کے بنیادی اصولوں سے متحد و متفق اور قادیانی نظام کے خلاف ہے۔ ایسا ہی ہر وہ شخص جو مطلق العنانی کو تسلیم کرتا اور ضمیر کی آزادی کو کچلا جانا روا رکھتا ہے وہ حقیقتاً قادیانی نظام کا پیروکار اور جماعت احمدیہ لاہور کا مخالف ہے۔ ہماری رائے میں باقی کل تنازعے اس بنیادی مسئلہ کے فرع ہیں۔ مگر انہیں طول اس لئے دیا جاتا ہے تا اس بنیادی مسئلہ سے توجہ ہٹ کر دوسری طرف منتقل ہو جائے"۔

(اخبار "ینگ اسلام" لاہور 15/اپریل 1940ء صفحہ 5-6)

چہارم: خود مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ:

"اصل بات یہ ہے جسے مَیں آج صاف کر کے اپنی جماعت کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ خلافت کا مسئلہ قادیان کا مرکزی مسئلہ ہے"۔

(پیغام صلح 18/اگست 1937ء صفحہ 5)

پس بنیادی اختلاف جس کی وجہ سے لاہوری صاحبان نے جماعت احمدیہ سے علیحدگی اختیار کی وہ خلافت کا مسئلہ ہے اور اس کا بھی یہ پہلو کہ آیا خلیفہ کی بیعت سب کریں اور وہ انجمن کا بھی مطاع ہوگا؟ صد ہزار افسوس کا مقام ہے کہ مولوی محمد علی صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب ایسے سمجھدار لوگوں نے محض ضد اور ہوائے نفس کی پیروی کرتے ہوئے کتنا غلط قدم اٹھایا اور کس طرح جماعت میں تفرقہ پیدا کردیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ حالانکہ واضح بات تھی کہ جو اختیارات و فرائض خلیفہ اوّل کے تھے وہی خلیفۂ دوم کے ہوں گے۔ اگر خلیفہ کی بیعت نہ ہو اور اسے مطاع نہ مانا جائے تو وہ خلیفہ کس بات کا ہے؟

(5)

خلافت ثانیہ کے قیام کے بعد مارچ 1914ء میں مولوی محمد علی صاحب نے بقول خود "ہم چار پانچ آدمی قادیان سے نکلے" تھے۔ (پیغام صلح 4/مارچ 1940ء صفحہ 8) لاہور پہنچ کر کچھ اور لوگوں کو ساتھ ملا کر 22/مارچ کو چند ریزولیوشنز پاس کئے تھے جن میں دوسرا ریزولیوشن یہ تھا کہ:

"صاحبزادہ صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ ناقلؓ) کے انتخاب کو اس حد تک ہم جائز سمجھتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں سے احمدؐ نام کی بیعت لیں یعنی اپنے سلسلہ احمدیہ میں ان کو داخل کرلیں لیکن احمدیوں سے دوبارہ بیعت لینے کی ہم ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس حیثیت سے ہم انہیں امیر تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اس کے لئے بیعت کی ضرورت نہ ہوگی اور نہ ہی امیر اس بات کا مجاز ہوگا کہ جو حقوق و اختیارات صدر انجمن احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دئے ہیں اور اس کو اپنا جانشین قرار دیا ہے اس میں کسی قسم کی دست اندازی کرے"۔

(ضمیمہ پیغام صلح 2/اپریل 1914ء)

غیر مبایعین کے اس ریزولیوشن سے ظاہر ہے کہ وہ بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے انتخاب سے متفق ہونے کے لئے تیار تھے۔ وہ صرف یہ دو باتیں چاہتے تھے کہ (1) انہیں بیعت نہ کرنی پڑے (2) انجمن کا بقول مولوی محمد علی صاحب یہ اختیار تسلیم کرلیا جائے کہ وہ "خلیفہ کو مقرر بھی کرسکتی ہے اور اسے معزول بھی کرسکتی ہے"۔

(پیغام صلح 12/مئی 1942ء)

ظاہر ہے کہ ان شرائط کو ماننے والا انجمن کا ایک ادنیٰ کارکن تو ہوسکتا ہے خلیفۂ وقت نہیں ہوسکتا۔ اس لئے مذکورہ بالا ریزولیوشن پر خلیفۂ برحق کا جو جواب ہوسکتا تھا وہ واضح ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ساتھیوں کے دوسرے جلسہ میں کہا کہ:

"جو جواب ہم کو صاحبزادہ صاحب کی طرف سے ملا ہے اس سے یہ ثابت ہے کہ وہ ایک انچ نہیں بلکہ ایک انچ کا 1/1000 حصہ بھی اپنی جگہ چھوڑنے کو تیار نہیں۔ جو آئندہ کرنا ہے اس کا اسی وقت فیصلہ کرلیں"۔

(پیغام صلح 31/مارچ 1914ء)

اب یہاں سے اہل پیغام کی کُھلم کُھلا عداوت اور مخالفت کا پُر زور آغاز ہوا اور انہوں نے دوسرے مسائل کا ایک طومار کھڑا کرنے کی کوشش کی۔ مخالفین سلسلہ کو جماعت احمدیہ کے خلاف بھڑکانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ انہوں نے شروع میں صرف مطاع خلیفہ کے ماننے سے سرتابی کی مگر پھر کہاں سے کہاں تک جا پہنچے۔ باقی سب مسائل بعد کی ایجاد ہیں اصل اختلاف صرف مطاع خلیفہ کی اطاعت کا تھا۔ یہ مسئلہ بھی ایسا تھا جس کی حقانیت خود مولوی محمد علی صاحب پر بھی آخر کار کُھل گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے 1937ء میں خطبہ جمعہ میں اعلان کیا کہ:

(الف) "کوئی جہاد نظام کے بغیر نہیں ہوسکتا یہ ہے ہی ناممکن۔ اس لئے ہمارا سب سے پہلا فرض ہے کہ نظام قائم کریں اور وہ وہی اصول ہے جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظام کو قائم کیا۔ پھر کہتا ہوں کہ نظام کی بنیاد ایک ہی بات ہے کہ اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا سنو اور اطاعت کرو۔ جب تک یہ روح نہ پیدا ہو جائے، جب تک تمام افراد ایک آواز پر حرکت میں نہ آجائیں، جب تک تمام اطاعت کی ایک سطح پر نہ آجائیں ترقی محال ہے"۔

(ب) "آپ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ یہ ہے وہ بلند اصول جو آپؐ نے اتحاد ملّی کے لئے قائم کیا اور جو نظام کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ غور کر کے دیکھ لیجئے اس کے بغیر کوئی نظام رہ سکتا ہی نہیں۔ یہی اصول تھا جس نے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں مسلمانوں پر فتوحات کے دروازوں کو کھول دیا"۔

(پیغام صلح۔ 27/فروری 1937ء صفحہ 6)

یقین ہے کہ نظام کا جو "بلند اصول" مولوی محمد علی صاحب کو 1937ء میں سمجھ آیا تھا اگر 1914ء میں بھی سمجھ آجاتا تو وہ ایسا خطرناک قدم نہ اٹھاتے جس نے جماعت میں تفرقہ کی بنیاد رکھ دی۔ مگر 1937ء میں مولوی محمد علی صاحب بہت دور جا چکے تھے، واپس ہونا ان کے لئے مشکل تھا۔ اب چاہئے کہ ہمارے غیر مبایع بھائی ان حقائق کی روشنی میں حق کی طرف رجوع کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق بخشے۔ آمین وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنِ۔

(بشکریہ ماہنامہ الفرقان ربوہ۔ مئی جون 1965ء)

❁❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 16

مدد کریں کہ وہ خود اپنے ذرائع کو استعمال میں لاتے ہوئے اپنے پاؤں پر کھڑی ہوں۔

حضور ایدہ اللہ نے مزید فرمایا کہ دنیا میں غلامی سے نجات اسی وقت ممکن ہے کہ ہم سود کا کاروبار بند کریں۔ سُود ایک زہر ہے جس میں انسان اگر پھنس جائے تو پھر چھٹکارا ممکن نہیں۔ مغرب کا مالی نظام سود پر مبنی ہے۔ تمام ترقی پذیر ممالک اس کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اس نظام سے نکلنے کا ایک ہی طریق ہے جو بانیٔ اسلام نے بیان فرمایا ہے کہ باہم محبت اور پیار قائم ہو اور امیر قومیں غریبوں کی مالی مدد کا اعلان کریں اور اگر قرض بھی دیں تو بغیر سود کے۔

حضور انور نے فرمایا کہ امن قائم رکھنے کا ایک طریق اور بھی ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اسی سے مدد مانگیں۔ اپنے غضب کو دبائیں اور دوسروں کو معاف کریں تا کہ اللہ ان سے محبت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے کا بھی حکم دیا ہے یعنی لوگوں کی بنیادی ضروریات کو پورا کیا جائے اور ضرورت مندوں کی ان کے مانگے بغیر مدد کی جائے۔

حضور ایدہ اللہ نے مزید فرمایا کہ قرآن پاک ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ معاشرہ میں انصاف قائم کیا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر تو ذاتی خواہشات پورا کرنے کے لئے معاشرہ سے برائی دور کی جاتی ہے تو اس کا نتیجہ دور رس نہیں ہوگا اور امن قائم کرنے کا خواب ادھورا رہ جائے گا۔ معاشرہ سے برائی دور کرنے کے لئے صبر اور استقامت کی ضرورت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے قریباً 45 منٹ کے اس خطاب میں مختلف آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کے حوالہ سے اسلامی تعلیمات کو بیان فرمایا۔

حضور انور نے اپنا خطاب بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس پر ختم کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس مقصد کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے معبوث کیا ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق از سرِ نو قائم ہو۔ اور جو دوری بندے اور خدا میں آچکی ہے اُس کو ختم کیا جائے۔ مخلوق اور خالق کے درمیان محبت و پیار کا رشتہ قائم ہو اور ملکوں کے درمیان جنگ وجدل ختم ہو۔ اور صلح وصفائی کی بنیاد رکھی جائے اور سچائی جو کہ دنیا سے نابود ہو چکی ہے واپس آئے اور وہ نور جو کہ اندھیرے میں دفن ہے اس کو دوبارہ پیش کیا جائے مگر یہ میری کوششوں سے نہیں ہوگا۔ ہوگا تو صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوگا جو کہ دنیا و آخرت کا مالک ہے۔

آخر میں حضور اقدس نے وائس چانسلر اور پرنسپل صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ وائس چانسلر صاحب نے حضور کے خطاب میں بیان فرمودہ امور کو انسانیت کے لئے مشعل راہ قرار دیا۔

تقریب کے بعد تمام حاضرین کے لئے چائے اور کافی وغیرہ ہلکی ریفریشمنٹ کا انتظام تھا۔ اس موقع پر مختلف افراد نے حضور انور سے مل کر حضور کے خطاب کو سراہا۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تقریب کے نیک ثمرات ظاہر فرمائے اور لوگوں کے دل اسلام کی پُرامن تعلیم کی قبولیت کے لئے کھول دے۔

(رپورٹ: بشیر احمد اختر۔ جنرل سیکرٹری یوکے)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

محبوب و ہردلعزیز امام

جماعت احمدیہ امریکہ کے دو ماہی ''النور'' جنوری وفروری 2006ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں ایک مضمون مکرم عبدالباسط شاہد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ ایک بہترین منتظم تھے۔ ہر اندرونی و بیرونی مخالفت میں بروقت کارروائی کرتے ہوئے جماعت کی بھرپور رہنمائی فرمائی۔ آپؓ کے مخالف اکثر آپؓ پر مذہبی آمر ہونے کا الزام شدّ ومد کے ساتھ لگاتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم کے اصول کے مطابق مذہبی آمر کو قبولیت کا درجہ حاصل نہیں ہوسکتا جبکہ جماعت کے ہر طبقہ کی قربانی اور فدائیت کا معیار اس الزام کی تردید کرتا ہے۔ جماعت کی تنظیم، انتخابات کا طریق اور شوریٰ کا نظام دنیا بھر میں ایسی اکلوتی مثال ہے کہ جہاں اظہار رائے کی مکمل آزادی بھی ہے مگر کوئی حزب مخالف اور حزب موافق کی تفریق بھی نہیں۔

ہم نے حضورؓ کو قادیان کی گلیوں میں وقار عمل کرتے بھی دیکھا ہے سنا ہے کہ کئی بار حضورؓ نے اوپر کسی مسند پر بیٹھنے کی بجائے عام احمدیوں کے درمیان بیٹھنا پسند فرمایا، سب کے ساتھ کھانا کھایا، کوئی قافلہ سے پیچھے رہ گیا تو اُس کے انتظار میں سارے قافلہ ے ساتھ انتظار فرماتے رہے، کبھی اُسے لینے کے لئے واپس بھی آئے۔ جماعت سے بے حد محبت کی اور مخالفوں کو مخاطب کرکے فرمایا: ''اگر اسلام میں خودکُشی حرام نہ ہوتی تو مَیں اسی وقت جماعت کے ایک سو نوجوانوں کو اپنے سامنے یہاں بلاتا اور انہیں اپنے آپ کو قتل کرنے کے لئے کہتا تو آپ دیکھتے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی تعمیل حکم میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ کا اظہار نہ کرتا''۔ اس میں ہرگز کوئی مبالغہ نہ تھا کیونکہ وقف کی تحریک پر بیوہ ماؤں نے اکلوتے بیٹے پیش کردیئے، ہزاروں نوجوانوں نے زندگیاں وقف کرکے اپنے جذبات کی مسلسل قربانی پیش کرنے کو اپنی زندگیوں کا شعار بنالیا اور یہ اُس قربانی سے کسی طرح کم نہیں کہ کوئی شخص کسی وقتی جذباتی جوش میں اپنی جان قربان کردے۔

محترم محمد عبداللہ صاحب حضورؓ کی ہر احمدی سے محبت کی مثال یہ بیان کرتے ہیں کہ مارچ 1914ء میں خاکسار پٹیالہ میں تھا جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات ہوئی۔ پٹیالہ جماعت کی طرف سے مجھے اور مولوی محمودالحسن صاحب کو قادیان بھجوایا گیا۔ ریل گاڑی میں بہت رش تھا۔ کسی نے مجھ پر اپنے بٹوے کی چوری کا الزام لگادیا۔ میں نے کہا کہ میری تلاشی لے لیں۔ لیکن اُس نے مجھے امرتسر پولیس کے حوالے کرکے اپنا سفر جاری رکھا۔ مولوی صاحب اکیلے قادیان پہنچے اور حضورؓ سے ساری داستان بیان کی۔ حضورؓ نے اُسی وقت اپنے مختار عام شیخ نور احمد صاحب کو بلاکر ہدایات دیں کہ فوراً بٹالہ سے ٹرین کے ذریعے امرتسر پہنچیں اور ٹرین نہ ملے تو تانگہ لے لیں۔ ضرورت پڑے تو ریلوے پولیس کے DSP سید عبدالحمید صاحب کو لاہور جاکر ملیں۔ چنانچہ وہ فوراً روانہ ہوئے اور پھر سید صاحب کو ہمراہ لے کر امرتسر پہنچے۔ انہوں نے مدعی کا پتہ کروایا اور پیغام بھجوایا کہ امرتسر آکر کیس کی پیروی کرے۔ اُس نے تعمیل سے انکار کیا اور اس طرح مجھے رہائی ملی۔ اسی طرح ایک دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ میری بیوی کے گلے میں خنازیر کی گلٹیاں تھیں جن کا آپریشن کروایا گیا لیکن دوبارہ نمودار ہوگئیں۔ حضرت امّ طاہر نے میری بیوی کو بتایا کہ حضورؓ اس مرض کا علاج کرتے ہیں۔ اس پر مَیں نے حضورؓ کی خدمت میں عرض کیا تو حضورؓ نے فرمایا کہ مَیں نے تو اس مرض کا علاج کبھی نہیں کیا۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضورؓ کی معمولی توجہ سے شفا ہوجائے گی۔ حضورؓ نے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ سے فرمایا کہ حضورؓ کو مجھے دروائی بھجوانے کے بارے میں یاد دلائیں۔ چنانچہ کچھ روز بعد ڈاک میں پارسل آیا جس میں حضورؓ نے ایک سفید رنگ کا پاؤڈر بھجوایا تھا۔ یہ حسب ہدایت استعمال کیا گیا تو اللہ کے فضل سے گلٹیاں غائب ہوگئیں اور پھر کبھی نہیں اُبھریں۔

حضورؓ ایک بار مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ تشریف لائے۔ کثیر تعداد میں احباب جمع تھے۔ ایک کرسی حضورؓ کے لئے رکھی گئی تھی لیکن حضورؓ فرش پر سب کے ہمراہ بیٹھ گئے۔ جب عرض کی گئی کہ حضورؓ اگر کرسی پر تشریف رکھیں تو لوگ زیارت بھی کرلیں گے، اس پر حضورؓ کرسی کے ساتھ کھڑے ہوگئے لیکن تشریف فرما نہ ہوئے۔

حضورؓ جب چودھری فتح محمد صاحب ایم۔اے کی دعوت ولیمہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے تو معززین کے لئے لکڑیوں کے تخت بنائے گئے تھے اور دیگر اصحاب کے لئے فرش کیا گیا تھا۔ لیکن حضورؓ نے فرش پر بیٹھنا پسند کیا اور فرمایا کہ اَور دوست نیچے بیٹھیں تو مَیں اوپر کس طرح بیٹھ سکتا ہوں۔

حضرت مہر آپاؒ نے بیان کیا کہ گرمیوں کی ایک رات جب ربوہ میں ابھی بجلی نہیں آئی تھی، حضورؓ صحن میں لیٹے لالٹین کی روشنی میں ایک کتاب پڑھ رہے تھے کہ دروازہ پر دستک ہوئی۔ حضورؓ کے فرمانے پر مَیں نے جا کر دریافت کیا اور واپس آکر بتایا کہ ایک عورت کہتی ہے کہ میرے خاوند کو حضورؓ نے دوائی دی تھی، اس سے بہت افاقہ ہوگیا تھا مگر طبیعت پھر خراب ہوگئی ہے اور دوائی لینے آئی ہوں۔ حضورؓ نے فرمایا کہ کمرہ میں فلاں الماری کے فلاں خانے سے دوائی نکال لاؤ۔ مجھے گرمی بہت محسوس ہوتی ہے اس لئے کہہ بیٹھی کہ مَیں اُسے کہتی ہوں کہ صبح آجائے، اندر جاکر تو حبس سے میرا سانس نکل جائے گا۔ اس پر حضورؓ نے بڑے جلال سے فرمایا: ''تم اس اعزاز کو جو خدا نے مجھے دیا ہے، چھیننا چاہتی ہو! ایک غرض مند میرے پاس اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے آتا ہے، یہ خدا کی دی ہوئی عزت ہے کہ مجھے خدمت کا موقع ملتا ہے، اُسے مَیں ضائع کردوں تو قیامت کے دن خدا کو کیا شکل دکھاؤں گا، مَیں خود جاتا ہوں۔ مَیں نے کہا کہ مَیں چلی جاتی ہوں۔ لیکن حضورؓ نہ مانے اور دوائی لاکر اُسے دی اور ہدایت کی کہ صبح آکر اپنے خاوند کی خیریت کی خبر دے۔

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ فرماتے ہیں کہ بڑے بڑے حضور کے عاشق ہیں جو رات دن دعائیں ہی کرتے رہتے ہیں۔ اس غیر معمولی محبت اور عشق کی وجہ یہی ہے کہ حضور بھی جماعت کے لئے نہایت درد دل سے دعائیں کرتے ہیں۔ انہی دعاؤں کا عکس جماعت کے احباب کے دلوں پر پڑتا ہے اور وہ بھی حضورؓ کے لئے دعا کرتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کی شخصیت

جماعت احمدیہ بیلجیم کے ماہنامہ ''السلام'' جنوری وفروری 2006ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی شخصیت سے متعلق مکرم میاں اعجاز احمد صاحب کے قلم سے ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

محترمہ سراج بی بی صاحبہ انچارج دفتر لجنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور جب شملہ تشریف فرما تھے تو جمعہ کا دن تھا۔ دھوبی وقت پر کپڑے نہ لایا اور گھر سے بھی کوئی دھلی ہوئی پگڑی نہ نکلی تو حضورؓ خود اپنی پگڑی دھونے بیٹھ گئے۔ حضرت سیدہ ام طاہرؓ نے بہت اصرار کیا کہ لائیں میں دھودوں۔ لیکن حضورؓ نے فرمایا کہ میں کسی ناراضگی کی وجہ سے یہ کام نہیں کررہا بلکہ اس لئے دھو رہا ہوں کہ ہمارے پیارے آقا حضرت رسول کریم ﷺ بھی خود اپنے ہاتھ سے اس قسم کے کام کیا کرتے تھے۔

محترم شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی حضورؓ کی اپنے خدام کی دلجوئی سے متعلق چند واقعات بیان کرتے ہیں:

☆ 1924ء کا ذکر ہے کہ میں اپنے فرزند محمد احمد کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرنے کے لئے قادیان لایا۔ مغرب کی نماز حضور کی اقتداء میں پڑھی۔ نماز کے بعد حضورؓ واپس تشریف لے جانے لگے تو احبابِ جماعت حضور سے مصافحہ کرنے کے لئے راستہ کے دونوں طرف کھڑے ہوگئے اور حضورؓ ان کے درمیان میں سے گزرنے لگے۔ میں بھی وہاں کھڑا ہوگیا۔ مگر جس وقت میں نے مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھایا تو فوراً ایک اور صاحب مصافحہ کرنے کے شوق میں آگے بڑھے اور میں ان کے دھکے سے پیچھے ہٹ گیا اور حضرت صاحب آگے بڑھ گئے اور میں دیکھتا رہ گیا۔ مگر تین چار قدم آگے جانے کے بعد معاً حضرت صاحب واپس لوٹے کیونکہ آپکو محسوس ہوگیا تھا کہ کسی شخص نے ہاتھ آگے بڑھایا تھا مگر وہ مصافحہ نہیں کرسکا۔ پس حضورؓ نے واپس ہو کر مجھ سے مصافحہ کیا میری خیریت پوچھی اور قادیان آنے کی وجہ دریافت فرمائی اور پھر تشریف لے گئے۔

☆ 1947ء میں جب حضور قادیان سے ہجرت فرما کر پاکستان تشریف لائے اور لاہور کے رتن باغ میں قیام فرمایا تو ابتدا میں بہت سے لوگ ایک انتظام کے ماتحت بسوں میں قادیان جاتے اور واپس آیا کرتے تھے۔ ایک روز شام کے وقت ایک کارکن نے لاؤڈ سپیکر کے ذریعے اعلان کیا کہ کل صبح سویرے جو قافلہ قادیان کے لئے روانہ ہورہا ہے اس میں جو آدمی شامل ہوکر جانا چاہیں وہ نماز مغرب کے فوراً بعد یہاں حاضر ہوکر اپنے نام لکھوادیں۔ چونکہ یہ اعلان لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ کیا گیا تھا لہٰذا حضرت صاحب نے بھی اپنے کمرہ میں سنا اور فوراً ایک صاحب کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ ابھی ابھی جو اعلان ہوا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ میری طرف سے یہ اعلان کردیا جائے کہ جو حضرات کل صبح قادیان تشریف لے جانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ نماز مغرب کے بعد ازراہ کرم دفتر میں تشریف لے آئیں تاکہ ان کے اسم گرامی نوٹ کرلئے جائیں اور سفر کیلئے جو ضروری ہدایات ہوں وہ ان کو سمجھادی جائیں۔ حضورؓ کے اعلیٰ اور شریفانہ تخاطب کا یہ واقعہ کتنا اچھا نمونہ ہے۔

☆ ایک دعوت میں منتظمین نے حضرت صاحب کے بیٹھنے کے لئے خاص الخاص اہتمام کیا۔ دری پر ایک قالین بچھائی اور ایک بڑا تکیہ لگایا۔ کھانے کی پلیٹیں آپ کے آگے دسترخوان پر قرینے سے لاکر رکھیں۔ جب حضرت صاحب تشریف لائے تو آپؓ نے اس سازو سامان اور خاص انتظام وانصرام کو دیکھ کر فرمایا: ''یہ تکیہ خاص طور پر میرے لئے کیوں لگایا ہے اور یہ قالین خاص میرے لئے کیوں بچھائی گئی ہے۔ اٹھاؤ ان دونوں چیزوں کو، جس طرح اور تمام احباب بیٹھے ہوئے ہیں میں بھی سب کے ساتھ اسی طرح بیٹھوں گا''۔ حکم کی تعمیل میں دونوں چیزیں فوراً اٹھادی گئیں اور حضورؓ سب لوگوں کے ساتھ دری پر بیٹھ گئے اور بیٹھتے ہی اپنے دائیں بائیں بیٹھنے والے اصحاب سے فرمایا کہ آپ صاحبان اتنے الگ الگ اور دُور دُور کیوں بیٹھے ہیں اور پھر فرمایا کہ یہ چار پانچ پلیٹیں میرے سامنے

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23/جنوری 2006ء میں حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے بارہ میں مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

حریم حسن کے کس کس لقب سے یاد کروں
مبارکہ تو فقط ایک نام تھا تیرا
دوائے چارہ گری اور دعائے نیم شبی
یہ فیضِ عام بھی جاری مدام تھا تیرا
خوشا وہ روز تُو نصرت جہاں کے گھر آئی
کہ منتظر بھی جہاں کا امام تھا تیرا
خوشا وہ صحبت انفاس قدس کے لمحے
مسیح پاک کے گھر میں قیام تھا تیرا

کیوں رکھی گئی ہیں جبکہ تمام حاضرین کے سامنے ایک پلیٹ ہے، یہ سب اٹھاؤ اور صرف ایک پلیٹ رہنے دو۔ میں کوئی دیو تو نہیں جو چار پانچ پلیٹیں بھر کر کھاؤں گا۔ اس کے بعد جب منتظمین نے کھانا تمام مہمانوں کے آگے رکھ دیا تو حضور بلند آواز سے فرمایا کہ کھانا سب دوستوں کے پاس پہنچ گیا ہے؟ اس پر ایک صاحب نے کھڑے ہوکر کہا کہ حضور میرے سامنے کھانا نہیں آیا۔ اس پر منتظمین کو ہدایت کی ان صاحب کو فوراً کھانا پہنچاؤ۔ ایک دو منٹ کے بعد حضورؓ نے پھر ان صاحب کو مخاطب کر کے بلند آواز سے پوچھا کہ کیا آپکو کھانا پہنچ گیا ہے؟ جب اُن صاحب نے کہا: ہاں حضور پہنچ گیا ہے تب حضور نے فرمایا کہ کھانا شروع فرمائیں۔

حضرت مولوی غلام حسین صاحب

ماہنامہ ''خالد'' مارچ 2006ء میں حضرت مولوی غلام حسین صاحبؓ کا ذکر خیر شامل اشاعت ہے جو مکرم شفیق احمد ججہ صاحب نے ارسال کیا ہے اور ''تاریخ احمدیت لاہور'' از محترم مولوی عبدالقادر صاحب سوداگرمل سے منقول ہے۔

حضرت میاں محمد شریف صاحب ریٹائرڈ EAC نے بیان فرمایا کہ حضرت مولوی صاحبؓ دبلے پتلے گورے رنگ کے تھے۔ سر پر عمامہ باندھتے تھے۔ قد درمیانہ تھا۔ کتابوں کے بڑے شوقین تھے۔ قادیان جاتے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی لائبریری میں داخل ہوجاتے اور کتابیں پڑھنا شروع کردیتے۔ حضورؓ ہی ان کی خوراک وغیرہ کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ جب کوئی کتاب پڑھنے کے لئے اٹھاتے تو پہلے عزرائیل کو مخاطب کر کے کہتے کہ اے عزرائیل! تو بھی خدا کا بندہ ہے اور میں بھی خدا کا بندہ ہوں۔ میری تم سے درخواست ہے کہ جب تک میں یہ کتاب نہ پڑھ لوں میری جان نہ نکالنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مورخہ 13 مئی 1944ء کو حضرت مولوی صاحبؓ کے بارہ میں فرمایا کہ: ''ہمارے جماعت میں ایک بہت بڑے عالم اور نیک انسان ہوا کرتے تھے مولوی غلام حسین صاحب ان کا نام تھا۔...... ان کے اندر بہت ہی علمی شوق تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے حضرت خلیفہ اولؓ اور ایک وہ گویا کتابوں کے کیڑے تھے۔ بلکہ مولوی غلام حسین صاحب کو حضرت خلیفہ اوّل سے بھی زیادہ کتابوں کا شوق تھا۔ ان کی وفات بھی اسی رنگ میں ہوئی کہ وہ کلکتہ کسی کتاب کے لئے گئے اور وہیں سے بیمار ہوکر واپس آئے اور فوت ہوگئے۔

ان کا حافظہ اتنا زبردست تھا کہ حضرت خلیفہ اوّل فرمایا کرتے تھے۔ میں نے انہیں ایک دفعہ ایک کتاب دی کہ اسے پڑھیں۔ انہوں نے میرے سامنے جلدی جلدی اس کے ورق الٹنے شروع کردیئے۔ وہ ایک صفحہ پر نظر ڈالتے اور اسے الٹ دیتے۔ پھر دوسرے پر نظر ڈالتے اور اسے چھوڑ دیتے۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ خود بھی بہت جلدی پڑھتے تھے مگر آپؓ فرماتے تھے کہ انہوں نے اس قدر جلدی ورق الٹنے شروع کئے کہ مجھے خیال آیا کہ شاید وہ کتاب پڑھ نہیں رہے۔ چنانچہ میں نے ان سے کہا کہ مولوی صاحب آپ کتاب پڑھیں تو سہی۔ وہ کہنے لگے: مجھ سے اس کتاب میں سے کوئی بات پوچھ لیجئے۔ حضرت خلیفہ اوّل نے کوئی پوچھی تو کہنے لگے: یہ بات اس کتاب کے فلاں صفحہ پر فلاں سطر میں لکھی ہے۔

لاہور میں گمٹی بازار والی مسجد پہلے ہماری ہوا کرتی تھی...... اس مسجد میں مولوی غلام حسین صاحب نماز پڑھایا کرتے تھے مگر بہت ہی غریب تھے۔ بعض دفعہ اس قسم کی حالت بھی آجاتی کہ انہیں کئی کئی وقت کا فاقہ ہوجاتا لیکن وہ اس بات کو کہیں ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے کہ مجھے سات یا آٹھ وقت کا فاقہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے اپنی انتڑیوں کو کچھ اس قسم کی عادت ڈالی ہوئی تھی کہ اتنے دنوں کے فاقہ کے بعد جب انہیں کھانا ملتا تو سات سات آٹھ آٹھ آدمیوں کا کھانا ایک وقت کھا جاتے۔

حضرت خلیفہ اوّل فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک دن ان کے علم کو دیکھ کر شوق پیدا ہوا کہ میں ان کی کچھ خدمت کروں۔ چنانچہ میں نے ان سے کہا کہ مولوی صاحب! مجھے بھی اپنی خدمت کا موقع دیں۔ اور اگر کوئی خواہش ہو تو بیان فرمائیں تا کہ میں آپ کی اس خواہش کو پورا کروں۔ فرماتے تھے کہ میں نے جب یہ بات کہی تو تھوڑی دیر خاموش رہ کر اور کچھ سوچ کر کہنے لگے: جی چاہتا ہے میرے لئے ایک ایسا مکان بنا دیا جائے جس کی دیواریں کتابوں کی بنی ہوئی ہوں گویا نئی کتابوں کی ایک چاردیواری ہو جس کے اندر مجھے بٹھا دیا جائے پھر کوئی شخص مجھ سے یہ نہ پوچھے کہ تم نے روٹی بھی کھائی ہے یا نہیں۔ بس میں کتابیں پڑھتا جاؤں اور اتارتا جاؤں۔ جب رستہ بن جائے تو باہر نکل جاؤں۔

باوجود اس قدر علم کے ان کا طرز بحث مباحثہ کا نہیں تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ مقدمات کے سلسلہ میں گورداسپور میں مقیم تھے کہ آپ کی مجلس میں بحث مباحثہ کا ذکر شروع ہوگیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی غلام حسین صاحب سے پوچھا۔ مولوی صاحب! کیا آپ کو بھی کبھی بحث کرنے کا موقعہ ملا ہے یا نہیں؟ مولوی صاحب فرمانے لگے جب میں نیا نیا پڑھ کر آیا تو لاہور میں میری خوب شہرت ہوئی۔ انہی دنوں امرتسر کے قریب حنفیوں اور وہابیوں کا مناظرہ تجویز ہوگیا۔ میں اس مناظرہ میں وہابیوں کی طرف سے پیش ہوا۔ حنفی مناظر نے کسی موقعہ پر کہہ دیا کہ فلاں امام نے یوں کہا ہے۔ میں نے اسے کہا امام کیا ہوتا ہے۔ جب رسول کریم ﷺ یوں فرماتے ہیں تو پھر کسی امام کا کیا حق ہے کہ اس کے خلاف بات کرے۔ بس میرا یہ کہنا تھا کہ سب نے سونٹے اٹھالئے اور مجھے مارنے کے لئے دوڑے۔ میں نے بھی جوتیاں اٹھائیں اور وہاں سے بھاگ پڑا اور بیس میل تک برابر چلا گیا یہاں تک کہ شہر میں آکر دم لیا۔ اس کے بعد میں نے توبہ کی کہ اب کبھی بحث نہیں کروں گا۔ غرض بہت ہی مخلص آدمی تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو ان کی وفات کی نسبت الہام ہوا تھا اور آپ نے ان کا بہت لمبا جنازہ پڑھایا۔

ان کے اندر علم کا اس قدر شوق تھا کہ میں نے کسی میں نہیں دیکھا۔ بڑھاپے میں جبکہ 75 سال ان کی عمر تھی وہ کلرکوں کو پکڑتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تمہیں دین کا شوق ہو تو میں تمہیں پڑھانے کے لئے تیار ہوں۔ ان کے چہرے پر کچھ تردّد کے آثار دیکھتے تو کہتے: میں پیسے نہیں لوں گا، مفت پڑھادوں گا۔ پھر کچھ تردّد دیکھتے تھے تو کہتے: آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں میں خود آپ کے گھر پر پڑھانے کے لئے آجایا کروں گا۔

مجھے ایک دفعہ چھ مہینے تک بخار رہا۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے مشورہ دیا کہ مجھے پہاڑ پر بھجوایا جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے شملہ بھجوادیا۔ اس وقت ان کی عمر پچھتر سال کے قریب تھی۔ ایک غیر احمدی کلرک تھا جس کو انہوں نے پڑھانا شروع کیا تھا۔ اس کی شملہ تبدیلی ہوئی تو مولوی صاحب اپنے خرچ پر ہی شملہ چلے گئے تا کہ اس کی پڑھائی میں حرج واقعہ نہ ہو۔ روٹی اپنے پلّے سے کھاتے اور اسے مفت پڑھاتے رہے۔ ان کے اندر اخلاص بھی اس قدر تھا کہ جب ہم سیر کے لئے نکلتے تو وہ ہمارے ساتھ چل پڑتے۔ ایک لمبا سونٹا ان کے ہاتھ میں ہوا کرتا تھا۔ چونکہ وہ بوڑھے تھے اور پہاڑ کی چڑھائی میں انہیں دقت پیش آتی تھی اس لئے ہم پر یہ سخت گراں گزرتا کہ وہ تکلیف اٹھا کر التزاماً ہمارے ساتھ آتے ہیں۔ ایک دن میں نے خانصاحب منشی برکت علی صاحب اور مولوی عمر دین صاحب شملوی سے کہا کہ یا تو آئندہ گھر میں بیٹھ جاؤں گا اور سیر کے لئے نہیں نکلوں گا یا پھر کوئی ایسی صورت ہونی چاہئے کہ مولوی صاحب کو پتہ نہ لگے کہ ہم کس وقت سیر کے لئے چلے جاتے ہیں۔ انہوں نے باتوں باتوں میں مولوی سے پتہ لگا لیا کہ وہ کس وقت غائب ہوتے ہیں۔ چنانچہ دوسرے دن ہم اسی وقت سیر کے لئے چل پڑے۔ ابھی پندرہ بیس منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ ہم نے دیکھا وہ دُور سے ایک بڑا سا سونٹا اپنے ہاتھ میں پکڑے اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے ہماری طرف آرہے ہیں اور کہہ رہے ہیں ٹھہر جاؤ، ٹھہر جاؤ، مجھے بھی آلینے دو۔ جب ہمارے پاس پہنچے تو میرے ساتھیوں سے کہنے لگے۔ یہ حضرت صاحب کے لڑکے ہیں اور یہاں سب لوگ دشمن ہیں، ان کو اکیلے نہیں جانے دینا چاہئے۔ آپ لوگ میرا انتظار کرلیا کریں۔

غرض بہت ہی مخلص اور نیک انسان تھے۔ ان کی عادت تھی کہ وہ رومی ٹوپی والوں سے مصافحہ کرنے سے بہت گھبراتے تھے اور اگر کوئی ان کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو وہ اپنا ہاتھ پیچھے کر لیتے۔ اور کہتے ''تسیں مصافحہ نہیں کردے تسیں تے باہواں توڑ دے او'' یعنی آپ لوگ مصافحہ نہیں کرتے آپ تو ہاتھ توڑتے ہیں''۔

حضرت مولوی غلام حسین صاحبؓ کی وفات پر اُن کا جنازہ قادیان لایا گیا۔ حضرت بابو غلام محمد صاحبؓ ریٹائرڈ فورمین فرمایا کرتے تھے کہ ہم چاہتے تھے کہ انہیں بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جائے مگر معتمدین نے اعتراض کیا ان کی وصیت نہیں ہے۔ اس اعتراض کا علم جب حضورؑ کو ہوا تو حضورؑ نے فرمایا کہ ان کی وصیت کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو مجسم وصیت ہیں۔

313 صحابہؓ کی فہرست مندرجہ ''انجام آتھم'' میں حضرت مولوی غلام حسین صاحبؓ کا نام 133ویں نمبر پر ہے۔ رجسٹر روایات صحابہ حصہ چہارم میں لکھا ہے کہ مولوی غلام حسین صاحب لاہوری کا جنازہ حضرت مسیح موعودؑ نے پڑھایا اور جنازہ کو کندھا دیا۔ حضرت مسیح موعودؑ مسجد مبارک میں تشریف رکھتے تھے کہ انبیاء کے متبعین کا ذکر چل پڑا۔ حضور نے فرمایا کہ عام طور پر انبیاء کے ماننے والے ان سے کم عمر لوگ ہوتے ہیں۔ بڑے بوڑھے بہت کم مانتے ہیں مگر مولوی غلام حسین صاحب لاہوری اور بابا ہدایت اللہ لاہوری یہ دونوں ایسے ہیں جو بڑے اور بوڑھے ہوکر ایمان لائے ہیں۔

قلب وجگر کی یادداشت

مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کے مجلّہ ''النداء'' جولائی 2005ء تا جون 2006ء میں مکرم مظفر احمد چودھری صاحب ڈسکوری ہیلتھ چینل کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ اس بات کے ثبوت مل چکے ہیں کہ انسانی اعضاء کی ایک اپنی یادداشت ہوتی ہے چنانچہ تبدیلیٔ اعضاء کے فوراً بعد مریضوں نے ایسے نظارے یا خواب دیکھے جن کا تعلق اُس مُردہ شخص کی زندگی کے ساتھ تھا جس کا عضو اُن میں منتقل کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی زندگی میں اُس مُردہ شخص کی خواہشات اور معمولات کا عکس بھی آ گیا جبکہ اُنہیں یہ علم بھی نہیں تھا کہ اُنہیں کس کا عضو لگایا گیا ہے۔ لیکن جب بعد میں انہوں نے معطی کے بارہ میں القاء شدہ معلومات کی تصدیق کی تو وہ حیرت انگیز حد تک درست نکلیں۔ اس کی کئی مثالیں مذکورہ چینل نے پیش کیں اور اُن کی ویب سائٹ پر بھی موجود ہیں۔ مثلاً ایک آٹھ سالہ لڑکی نے اپنے دس سالہ معطیٔ قلب کا قاتل ان نظاروں کی مدد سے جو اُس نے تبدیلیٔ قلب کے بعد دیکھے تھے، پولیس اسٹیشن میں اسکیچ بنوا کر گرفتار کرادیا۔ یہ تحقیق اگر درست سمت میں آگے بڑھتی ہے تو بے شک عظیم الشان قرآنی صداقتوں کو ثابت کرنے والی ہوگی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 11رفروری 2006ء میں جلسہ سالانہ قادیان کے حوالہ سے کہی گئی مکرم پروفیسر کرامت راج صاحب کی ایک طویل نظم شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب پیش ہے:

ہر ایک طرف سے کارواں ، تھے سوئے قادیاں رواں
ہر ایک طفل و مرد و زن کشاں کشاں ، جواں جواں
قدم قدم تھے ضوفشاں ، مسیح وقت کے نشاں
''بڑھے چلو، بڑھے چلو'' یہ کہہ رہی تھیں دھڑکنیں
وہ قادیاں کی رونقیں! وہ کُو بکُو محبتیں!
طبیعتوں میں اک الگ ، عجیب سا نکھار تھا
آرزو تھی مضطرب ، ہر ایک دل میں پیار تھا
نفس نفس تھا مطمئن ہر اک طرف قرار تھا
جبیں جبیں تھی سجدہ ریز ، برس رہی تھیں رحمتیں
وہ قادیاں کی رونقیں! وہ کُو بکُو محبتیں!
خدا کرے ہمیں ملیں ، جہاں کہیں بھی ہم رہیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

8th June 2007 – 14th June 2007

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 8th June 2007

00:10	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
00:30	Discussion: a discussion programme on the topic of the rights of women in Islam.
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 34, Recorded on 05/04/1995.
02:40	Huzoor's Tours: Programme documenting Huzoor's tour to Benin, West Africa.
03:25	Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 181, Recorded on 5th March 1997.
04:25	Al-Maa'idah: a cookery programme
04:40	Moshaa'irah: an evening of poetry
05:35	MTA Travel: a visit to Tilford, Surrey.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor. Recorded on 13th June 2004.
08:00	Le Francais C'est Facile: lesson no. 111
08:25	Siraiki Service
09:20	Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 43 recorded on 7th July 1995.
10:20	Indonesian Service
11:15	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00	Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh.
13:20	Tilaawat & MTA News review
14:05	Dars-e-Hadith
14:30	Bangla Shomprochar: a discussion in Bengali replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
15:30	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00	Friday Sermon [R]
17:10	Spotlight: an interview with Saleem Shah Jahanpuri, hosted b Sheikh Tahir Ahmed.
18:05	Le Francais C'est Facile: lesson no. 111 [R]
18:30	Arabic Service: Discussion programme about the true concepts of Islam. Rec. 04/05/07.
20:30	MTA International News Review Special
21:10	Friday Sermon [R]
22:20	MTA Varity: a documentary on the Majlis Ansarullah UK charity walk 2006. Recorded on 2nd July 2006.
22:50	Urdu Mulaqa'at: Session 43 [R]

Saturday 9th June 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:00	Le Francais C'est Facile: lesson no.111
01:20	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session no. 35. Recorded on 25/04/1995.
02:25	Spotlight
03:20	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 8th June 2007.
04:30	Urdu Mulaqa'at: a question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking friends. Session no. 43. Recorded on 7th July 1995.
05:30	MTA Variety: Charity Walk 2006
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:00	Children's class with Huzoor. Recorded on 22nd January 2005.
08:10	Ashab-e-Ahmed
08:35	Friday Sermon [R]
09:35	Quran Quiz
10:00	Indonesian Service
10:55	Jalsa Salana Speech: a speech delivered by Ameen Jowaheer, Amir sahib Mauritius, on the occasion of Jalsa Salana Mauritius 2005.
11:30	Australian Documentary: home and gardens
12:05	Tilaawat & MTA International Jama'at News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme
15:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) with Huzoor, recorded on 9th June 2007.
16:10	Moshaa'irah: an evening of poetry
17:00	Question Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 09/08/1986. Part 2.
18:05	Quran Quiz [R]
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam. Rec. 09/06/07.
20:30	MTA International Jama'at News
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]
22:15	Jalsa Salana Speech [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday 10th June 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00	Qur'an Quiz
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 36, recorded on 26/04/1995.
02:35	Kidz Matter
03:00	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 8th June 2007.
04:00	Ashab-e-Ahmed
04:25	Moshaa'irah: an evening of poetry
05:25	Australian Documentary
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 9th June 2007.
08:15	Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Kenya, East Africa.
09:00	Learning Arabic: Lesson no. 5
09:30	Kidz Matter
10:10	Indonesian Service
11:10	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 4th May 2007.
12:20	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:05	Bangla Shomprochar
14:05	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. recorded on 8th June 2007.
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 10th June 2007.
16:20	Huzoor's Tours [R]
17:00	MTA Travel: a visit to Barcelona and Madrid
17:25	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th February 1998. Part 1.
18:30	Arabic Service
19:30	Kidz matter [R]
20:10	Learning Arabic [R]
20:40	MTA International News Review
21:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
22:25	Huzoor's tours [R]
23:05	Ilmi Khitabaat

Monday 11th June 2007

00:10	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:05	Learning Arabic: no. 5
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 37, Recorded on 27/04/1995.
02:40	Friday Sermon: recorded on 8th June 2007
03:45	Question and Answer Session
05:00	Ilmi Khitabaat
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:15	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 9th June 2004.
08:15	Le Francais C'est Facile: programme no. 57
08:40	Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 16th March 1998.
09:45	Indonesian Service
10:55	Ghazwat-e-Nabi (saw): a discussion about Holy wars.
12:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:00	Bangla Schomprochar
14:00	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 07/06/2006.
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]
16:15	Spotlight: Jalsa Yaume Masih Maud (as).
16:50	Medical Matters
17:25	Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30	Arabic Service
19:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 38, Recorded on 09/05/1995.
20:35	MTA International Jama'at News
21:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:25	Medical Matters [R]

Tuesday 12th June 2007

00:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:05	Le Francais C'est Facile
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 38, Recorded on 09/05/1995.
02:30	Friday Sermon: recorded on 07/07/2006.
03:55	Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 16th March 1998.
04:55	Ghazwat-e-Nabi (saw)
06:00	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor. Recorded on 10th June 2007.
08:15	Learning Arabic: Programme no. 6
08:50	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th February 1998. Part 2.
09:35	Indonesian Service
10:35	Sindhi Service
11:30	MTA Travel: a visit to Andalusia, Spain
12:05	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
12:45	Bengali Service
13:45	Jalsa Salana Germany 2005: Second day address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from the ladies Jalsa gah. Recorded on 27th August 2005.
15:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
16:05	MTA Travel [R]
16:35	Learning Arabic: lesson no. 6
16:50	Question and Answer session [R]
17:35	Modern media: a discussion programme hosted by Dr Muhammad Iqbal.
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News Review Special
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
22:10	Modern Media [R]
23:15	Question and Answer session [R]

Wednesday 13th June 2007

00:05	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:10	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 39, recorded on: 02/05/1995.
02:10	Modern Media
02:50	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th February 1998. Part 2.
04:10	Address by Hadhrat Khalifatul Masih V
05:30	MTA travel: a visit to Andalusia, Spain.
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:10	Children's class with Huzoor, recorded on 5th February 2005.
08:05	Seerat Masih-e-Maud (as).
08:40	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd February 1998.
09:30	Indonesian Service
10:30	Lajna Magazine
10:50	Swahili Service
12:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:10	Bangla Shomprochar
14:10	Ilmi Khitabaat
15:00	Jalsa Salana UK: speech delivered by Hafiz Saleh Muhammad Alla Din. Rec. 30/07/1994.
15:20	Children's class [R]
16:30	Question and Answer Session [R]
17:45	Lajna Magazine
18:30	Arabic Service
19:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 40, recorded on 03/05/1995.
20:30	MTA International News Review
21:05	Children's class [R]
22:15	Jalsa Speeches [R]
22:40	Hamaari Kaaenat
23:20	Ilmi Khitabaat [R]

Thursday 14th June 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:15	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 40, recorded on 03/05/1995.
02:25	The Philosophy of the Teachings of Islam
02:55	Hamari Kaa'enaat
03:25	Ilmi Khitabaat
04:20	Lajna Magazine
05:00	Australian Documentary: Home and Gardens
05:35	Jalsa Speeches
06:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. Recorded on 4th December 2004.
08:00	English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session 27. Recorded on 13/11/1994.
09:05	Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Kenya, East Africa.
10:00	Indonesian Service
11:00	Al Maa'idah: a cookery programme
11:15	Dars-e-Hadith
11:25	MTA Variety: a documentary on cloth making
12:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00	Bengali Service
14:05	Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 182, recorded on 11th March 1997.
15:05	Huzoor's Tours [R]
15:55	English Mulaqa'at: session 27 [R]
17:05	Moshaairah : an evening of poetry
18:00	Al Maaidah: a cookery programme
18:30	Arabic Service
20:35	MTA News Review
21:10	Tarjamatul Qur'an Class, session 182 [R]
22:10	Al-Maa'idah [R]
22:25	MTA Variety [R]
22:55	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]

****Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT***

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 Friday June 01, 2007 Issue No. 22

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

بعض عجیب وغریب مگر دلچسپ روایات کا ملغوبہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تقریب ولیمہ

(ان محترم حضرات سے معذرت کے ساتھ جو سیدنا حضرت مسیح ناصری (یہودی اُمّت کے نبی) کی دوبارہ آمد اوران کی شادی کا دن دیکھنے کے لئے مدت سے چشم براہ ہیں)۔

''کتاب الزھد'' مؤلفہ امام ابوبکر عبداللہ بن ابی الدنیا قرشی بغدادی (ولادت 24-823ء۔ وفات 95-894ء) ایک شخص محمد بن سباع نمیری کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک شام سے کسی شہر میں جارہے تھے۔ اچانک شدت کی بارش اور گرج وچمک ہونے لگی۔ عیسیٰ علیہ السلام (بارش سے بچنے کے لئے) کوئی ٹھکانہ تلاش کرنے لگے۔ چنانچہ انہیں دور جنگل میں ایک خیمہ دکھائی دیا۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اس خیمے میں ایک عورت ہے ۔وہاں سے واپس ہوئے تو انہیں ایک پہاڑ کے اندر ایک غار نظر آیا۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اندر شیر بیٹھا ہوا ہے۔ غار پر ہاتھ سے سہارا لگا کر کھڑے ہوگئے اور عرض کیا یاباری تعالیٰ تُو نے اپنی مخلوق کا ٹھکانہ بنایا ہے مگر میرا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ اللہ ربّ العزت کی بارگاہ سے جواب ملا تیرا ٹھکانہ میری رحمت ہے (چند روز صبر کرلو) قیامت کے روز مَیں ایسی سَو (100) **حوروں سے تیری شادی کردوں گا جنہیں مَیں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور چار ہزار سال تک تیرے ولیمے کا کھانا کھلاؤں گا''۔**

(اردو ترجمہ صفحہ91ناشر دارالاشاعت کراچی ۔ اشاعت جولائی 2001ء)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

بلعم باعور کی داستان

بلعم باعور کے متعلق حضرت امام غزالیؒ کا بیان:

''حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے ایک شخص بلعم بن باعوراء کا واقعہ بھی یاد کرو۔...... اس کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا فمثله كمثل الكلب ان تحمل عليه يلهث اس کا حال کُتّے کی طرح ہوگیا کہ اگر تُو اس پر حملہ آور ہو تو زبان نکال لے...... مَیں نے بعض علماء سے سنا ہے کہ گمراہ ہونے سے قبل بلعم بن باعوراء کی مجلس علم میں صرف ایک ایک وقت میں بارہ بارہ ہزار دینی طالبعلم ہوتے تھے جو ہاتھوں میں قلم و دوات لئے اس کے معرفت سے لبریز ملفوظات قلمبند کرتے تھے۔ پھر گمراہی کے بعد وہ اس حالت کو پہنچا کہ انکار خدا کے مسئلہ پر سب سے پہلے اُس نے کتاب تصنیف کی''۔

(اردو ترجمہ منہاج العابدین صفحہ 326. مترجم خطیب وامام مسجد داتا گنج بخش مسجد لاہور۔ ناشر پروگریسو بکس۔ اردو بازار لاہور۔اشاعت اول جنوری 1999ء)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

''سندھی ولی'' کا عشق مجازی

3/دسمبر 1929ء میں داعی اجل کو لبیک کہنے والے ایک سندھی ''ولی'' سید سمن شاہ بخاری کا احوال ''حضرت علامہ مولانا قاضی محمد اقبال حسین صاحب نعیمی سابق ریسرچ اینڈ رجسٹریشن آفیسر محکمہ اوقاف سندھ'' کے الفاظ میں:

''حضرت سید سمن سرکار کا ابتدائی جو دور تھا وہ یہ کہ آپ حسن وجمال، خوبصورت لباس کے شائق، میلوں ملاکھڑوں پر جانے والے، سازوسرود کی محفلوں میں شریک ہونے والے انسان تھے۔ پرانے جھڈ گودام (جو آپ ہی کی بددعا سے ویران ہوا) کے ایک محلّہ میں سکونت پذیر تھے۔ آپ کے محلّہ میں ایک کنبھار بھی رہا کرتا تھا جس کی بیٹی از حد حسین تھی جس پر آپ کی اچانک نظر پڑگئی اور ہوش وحواس کھو بیٹھے۔ عشق مجازی کا آغاز ہوگیا جو آگے چل کر عشق حقیقی کا موجب بنا۔ اپنے محبوب کے وصال میں اس قدر محو ہوگئے کہ ہر چیز سے بے نیاز ہوگئے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ کپڑے تک اُتار دئے''۔

''آپ کا مزار پُر انوار پنگر یو شہر سے تین میل کے فاصلہ پر مشرقی جانب تحصیل ٹنڈو باگو ضلع بدین میں مرجع خلائق ہے۔ ہزار ہا انسان پورے ملک سے آپ کے مزار پر حاضر ہوتے ہیں اور قلبی سکون حاصل کرتے ہیں۔ آپ پوری زندگی مجرد رہے...... راقم بھی کئی مرتبہ زیارت کے لئے گیا ہے''۔

(تذکرہ اولیائے سندھ۔ صفحہ 167-169۔ ناشر علمی کتاب گھر اردو بازار۔ کراچی)

معاذاللہ۔ اگر منصب ولایت پانے کا یہی اصول ومعیار (Criterion) ہے تو یورپ وامریکہ جنسی بے راہ روی کے شکار نہیں بلکہ ''عشق حقیقی'' تک رسائی پانے کے لئے ''عشق مجازی'' کی منازل طے کررہے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کیا خوب فرماتے ہیں: ؎

کیوں قعر مذلت میں گرتے نہ چلے جاتے
تم بُوم کے سائے کو جب ظلِّ ہما سمجھے

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

آج کی بے امنی کی بنیادی وجہ انسان کی اپنی تخلیق کے مقصد سے روگردانی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام دنیا کے لئے رحمت تھے۔
آپ کا لایا ہوا مذہب کس طرح ظلم اور بدامنی کی تعلیم دے سکتا ہے۔

قیام امن کے لئے ضروری ہے کہ اقتصادی لحاظ سے مضبوط ومستحکم حکومتیں اپنے سے چھوٹی اور کمزور حکومتوں کی اس طرح مدد کریں کہ وہ خود اپنے ذرائع استعمال میں لاتے ہوئے اپنے پاؤں پر کھڑی ہوں۔

(سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روہیمٹن یونیورسٹی لندن میں خطاب)

مورخہ 16/ اپریل 2007ء بروز سوموار روہیمٹن یونیورسٹی (Roehampton University) لندن کے وائس چانسلر کی درخواست پر امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ساؤتھ لینڈ کالج (Southland College) کے ہال میں یونیورسٹی کے پروفیسرز، لیکچرارز، ممبرز آف بورڈ آف گورنر، چرچ لیڈرز اور طلباء سے خطاب فرمایا۔ اس خطاب سے قبل یونیورسٹی کے اعلیٰ افسران نے حضور انور کو ظہرانہ پیش کیا اور یونیورسٹی کے مختلف شعبہ جات سے متعارف کروایا۔

برخلافِ روایات یونیورسٹی انتظامیہ نے حضرت امیر المومنین کے خطاب سے قبل تلاوتِ قرآن کریم سے کارروائی کا آغاز کروایا۔ یہ سعادت مکرم حافظ فضل ربی صاحب کے حصہ میں آئی جس کا ترجمہ پیش کرنے کا اعزاز مکرم سلیم ملک صاحب کے حصے میں آیا۔ وائس چانسلر پروفیسر پال او پرے (Paul O'Prey) نے حضور ایدہ اللہ کو خوش آمدید کہا اور حضور اقدس کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے ان کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے یونیورسٹی میں تشریف لانے کے لئے وقت نکالا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ مَیں نے بیت الفتوح میں حضور کے لیکچر سنے تھے جن سے میں بہت متاثر ہوا تھا۔

ڈاکٹر پیٹر بریگس (Dr. Peter Briggs, Pro Vice-Chancellor) نے بھی حضور انور کو خوش آمدید کہا اور آپ کے بارہ میں حاضرین کو بہت ساری معلومات بہم پہنچائیں۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کی خدمات اور مختصر تاریخ بیان کرتے ہوئے کہا کہ احمدیت کی بنیاد انڈیا کے ایک چھوٹے سے گاؤں سے شروع ہوئی اور اب دنیا کے ایک سو اسّی سے زیادہ ملکوں میں اس کے پیروکار موجود ہیں۔ انہوں نے بھی حضور ایدہ اللہ کا اس لیکچر کے لئے تشریف لانے کا شکریہ ادا کیا۔

حضور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب کا آغاز 2:50 بجے فرمایا۔ حضور انور نے تشہد وتعوذ کے بعد تمام حاضرین کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے الفاظ سے مخاطب ہوتے ہوئے اور اس کے معانی بیان کرتے ہوئے خطاب کا آغاز فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ آج کی بے امنی کی وجہ بعض کے نزدیک اقتصادی حالات ہیں، بعض کے نزدیک معاشرتی مسائل اور بعض کے نزدیک سیاسی و مذہبی اختلافات ہیں۔ حضور انور نے فرمایا مگر بنیادی وجہ انسان کی اپنی تخلیق کے مقصد سے روگردانی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن پاک کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اگر انسان خدا تعالیٰ کو پہچان لے تو دنیا میں امن پیدا ہوسکتا ہے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دنیا میں بدامنی خواہ ملکی ہو یا بین الاقوامی دل کی بے چینی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ہمارے عقیدے کے مطابق خدا تعالیٰ کی عبادت ضروری ہے اور اس کے بغیر انسان مکمل انسان نہیں بنتا۔ اور پھر بنی نوع انسان کے سوشل، مالی اور اخلاقی حقوق کا خیال رکھنا بھی عبادت کا حصہ ہے۔ بعض لوگ اسلام کی خوبیوں سے اس لئے ناواقف ہیں کہ وہ اسلام کی اصل تعلیم کو نہیں جانتے اور اس کے علاوہ بعض مسلمانوں نے بھی اپنی بعض غیر پسندیدہ حرکتوں کی وجہ سے اسلام کو بدنام کر رکھا ہے۔ حالانکہ اسلام کا ان حرکتوں سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ تمام انبیاء کرام نے عوام کو امن سے رہنے کی تلقین کی ہے۔ زمرۂ انبیاء میں آخر پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جو تمام دنیا کے لئے مکمل رحمت تھے تو کس طرح ہوسکتا ہے کہ آپ کا لایا ہوا مذہب ظلم اور بدامنی کی تعلیم دے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر دنیا میں امن ہے تو یہ کرۂ ارض ہی جنت ہے لیکن اگر امن مفقود ہے تو یہ دنیا جہنم بن جاتی ہے۔

حضور انور نے عالمی حالات کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بڑی حکومتیں چھوٹی حکومتوں کو اس امر پر مجبور کرتی ہیں کہ وہ ان کی کڑی اقتصادی شرائط کو قبول کریں پھر ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ چھوٹی طاقتیں ردعمل پر مجبور ہوجاتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ قیام امن کے لئے ضروری ہے کہ اقتصادی لحاظ سے مضبوط اور مستحکم حکومتیں اپنوں سے چھوٹی اور کمزور حکومتوں کی اس طرح

باقی صفحہ نمبر 12پر ملاحظہ فرمائیں